(صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لیے)

ماہنامہ

انصاراللہ

ایڈیٹر

احمد طاہر مرزا

اپریل 2012ء شہادت 1391 ہش

چودھویں آل پاکستان سپورٹس ریلی

مجلس انصاراللہ پاکستان

مورخہ: 24۔25۔26 فروری 2012ء

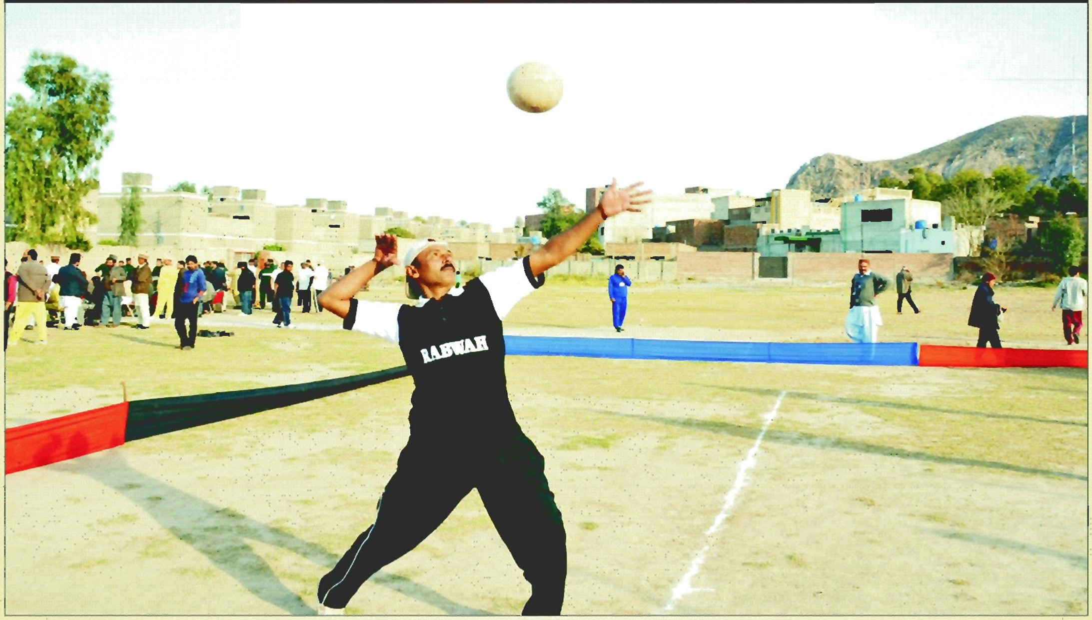

اس شمارے میں

- نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا
- یہ سلسلہ اسی غرض کیلئے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے
- نعت در مدح نبوی ﷺ
- ایک ایسی بات جس میں نماز میں مستقل لذت پیدا ہوگی
- سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی
- نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک میٹنگ
- مارٹن کلارک کے پڑپوتے Mr. Jolyn Martyn Clark کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک ملاقات
- معیاری مقالہ نگاری
- رپورٹ 14ویں آل پاکستان سپورٹس ریلی

14 ویں آل پاکستان سپورٹس ریلی کے مناظر

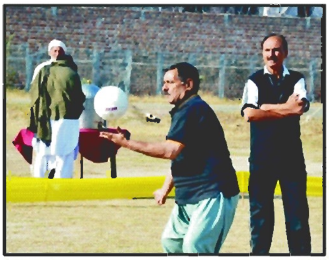

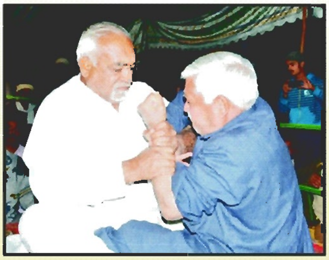

ماہنامہ انصاراللہ — احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کے لئے

شہادت 1391ھش اپریل 2012ء جلد 53 شمارہ 4 — ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

□ القرآن الکریم	2
□ درس حدیث	3
□ کلام الامام	5
□ منظوم کلام	6
□ نعت در مدح نبویؐ (فارسی)	7
□ قیام صلوٰۃ: ایسی بات جس میں نماز میں مستقل لذت پیدا ہوگی	8
□ ذکر حبیب: سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی	11
□ نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک میٹنگ	18
□ روح کے پتھر کو پگھل جانے بھی دے (منظوم کلام)	22
□ مارٹن کلارک کے پڑپوتے Mr. Jolyn Martyn Clark کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک ملاقات	23
□ معیاری مقالہ نگاری	28
□ رپورٹ 14 ویں آل پاکستان سپورٹس ریلی	34
□ اخبار مجالس	37

نائبین ○ ریاض محمود باجوہ ○ مبشر احمد خالد ○ نوید مبشر شاہد

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-621463 مینیجر موبائل نمبر (0336-7700250)

ای میل: magazine@ansarullahpk.org; ansarullahpakistan@gmail.com

قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان سالانہ 200 روپے۔ قیمت فی پرچہ: 20 روپے

□❖○⌘⌘❖⌘⌘○❖□

القرآن الکریم

حقیقی استغفار

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ❶

''اور یہ کہ تم اپنے رب سے بخشش مانگو (اور) اس کی طرف (سچا) رجوع کرو (تب) وہ تمہیں ایک مقررہ میعاد تک اچھی طرح سے سامان عطا کرے گا اور نیز ہر ایک فضیلت والے (شخص) کو اپنا فضل عطا کرے گا اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں یقیناً تم پر ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب (کے آنے) سے ڈرتا ہوں۔'' ❷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حقیقی استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُن جذبات وخیالات سے بچنے کی دعا مانگی جائے جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں روک ہیں اور جب یہ معیار حاصل ہو جائے گا، یہ جذبات دبانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو پھر تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ کی حالت پیدا ہوگی۔ وہ حالت پیدا ہوگی جب انسان پھر مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر جب یہ حالت ہو تو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔

حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دہرا لینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی استغفار اور توبہ صرف الفاظ دہرا لینا یا منہ سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی اپنی حالت کی تبدیلی کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ جب انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تو پھر انسان کیلئے...... دینی اور دنیاوی فائدے ملتے ہیں۔ دنیا وآخرت کے فائدے اسی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد انسان بنتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں استغفار کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''وَّأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ یاد رکھو کہ یہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے۔ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے''۔ (ایک چیز جو ہے وہ قوت اور طاقت حاصل کرنے کے لئے ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جس سے انسان برائیوں اور گناہوں سے بچے۔ اور دوسری چیز یہ کہ جو قوت حاصل ہوگی، جو طاقت حاصل ہوگی پھر اُس کا عملی اظہار بھی ہو......) فرمایا: ''قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 13 جنوری 2012ء بمقام بیت الفتوح لندن بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13/6 فروری 2012ء)

1-(سورہ ہود:4) 2-(تفسیر صغیر، ص 270)

درس الحدیث

نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانا اور حقوق العباد کی ادائیگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ...... أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً ...... فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ. [1]

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے غریب صحابہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے عرض کیا: مالدار لوگ تو بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ انھوں نے بتایا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جسے ہم رکھتے ہیں وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم (صاحب استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے) صدقہ نہیں کرتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم اپنے سے سبقت لے جانے والوں کو پالو اور اپنے بعد والوں سے تم سبقت لے جاؤ۔ اور تم سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جو تمھارے جیسا عمل کرے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (وہ عمل ضرور بتائیں) آپ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد 33، 33 مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ چنانچہ یہ صحابہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ (کچھ دنوں کے بعد) مہاجرین میں سے وہ غریب صحابہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے مالدار بھائیوں کو بھی ہمارے عمل کے بارے میں پتا چل گیا ہے اور انھوں نے بھی اس ورد کو کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔‘‘

1-(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ و بیانہ نمبر 1375)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’صحابہ کرامؓ نیکیوں میں بڑھنے میں کس قدر فکر کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک دفعہ مالی لحاظ سے کم اور غریب صحابہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے شکوے اور شکایت کے رنگ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اسی طرح امراء بھی روزے رکھتے ہیں۔ جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح امراء بھی جہاد کرتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ! ایک زائد کام وہ کرتے ہیں۔ وہ صدقہ خیرات بھی دیتے ہیں جو ہم اپنی غربت اور ناداری کی وجہ سے نہیں دے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپؐ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو۔ یہ صحابہؓ بڑے خوش ہوئے کہ اب ہم بھی امراء کے برابر نیکیوں میں آ جائیں گے۔ انہوں نے اس طریق پر عمل شروع کر دیا مگر کچھ دنوں کے بعد امیروں کو، اس طریقہ عبادت کا بھی پتہ لگ گیا۔ اور انہوں نے بھی اسی طرح تسبیح و تحمید شروع کر دی۔ یہ صحابہ پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ ان امراء نے بھی یہ طریق شروع کر دیا ہے اور پھر ہمارے سے آگے نکل گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دے رہا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں۔ تو دیکھیں اس تڑپ کے ساتھ صحابہ نیکیوں میں بڑھنے کے لئے نیکی کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے کاروباری بھی تھے، بڑے پیسے والے بھی تھے

ہمیں اپنی نمازوں کو بھی قائم کرنا ہوگا، ان کو بھی سنوارنا ہوگا اور حقوق العباد بھی ادا کرنے ہوں گے۔ یہ حقوق العباد کیا ہیں؟ اپنے رشتہ داروں سے، عزیزوں سے حسن سلوک کرنا۔ پھر ان میں سب سے پہلے اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنا، بیویوں کو خاوند کے حقوق ادا کرنا، میاں بیوی کو ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا

لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم کہ نیکیوں میں سبقت لے جاؤ، اس حکم پر اس طرح ٹوٹ کر عمل کرتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نیکیوں کی کس طرح قدر کی ہے اور انفرادی اور جماعتی دونوں طرح سے انہیں خوب نوازا...... آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کے تحت صحابہؓ امیر ہوں یا غریب نماز، روزہ، جہاد، صدقات ہر ایک نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔...... تو یہ نیکیوں میں بڑھنا آج ہم احمدیوں کیلئے بھی ضروری ہے۔ ہمیں اپنی نمازوں کو بھی قائم کرنا ہوگا، ان کو بھی سنوارنا ہوگا اور حقوق العباد بھی ادا کرنے ہوں گے۔ یہ حقوق العباد کیا ہیں؟ اپنے رشتہ داروں سے، عزیزوں سے حسن سلوک کرنا۔ پھر ان میں سب سے پہلے اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنا، بیویوں کو خاوند کے حقوق ادا کرنا، میاں بیوی کو ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا غرباء کی دیکھ بھال کرنا، جماعت میں بھی اس کا ایک وسیع نظام موجود ہے۔ اس کے تحت مالی قربانی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وسیع پیمانے پر غرباء اور بیوگان کی مدد کی جاتی ہے، یتامیٰ کی مدد کی جاتی ہے اس میں حصہ لیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10 ستمبر 2004 بمقام بیت السلام، برسلز (بلجیم بحوالہ خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 648-650)

کلام الامام

یہ سلسلہ اسی غرض کے لیے قائم ہوا ہے تا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سمجھنا چاہیے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اس جماعت کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اپنی عملی حالت، قوت ایمانی کو درست کر کے دکھاویں کیونکہ جبتک عملی رنگ میں ایمان ثابت نہ ہو صرف زبان سے ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک منظور نہیں اور وہ کچھ نہیں، زبان میں تو ایک مخلص اور منافق یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک شخص جو اپنا صدق اور ثبات قدم ثابت کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ عملی طور پر ظاہر کرکے جب تک عملی طور پر قدم آگے نہیں رکھتا آسمان پر اس کو مومن نہیں کہا جاتا۔

وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے

بعض شخصوں کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہاں تک برداشت کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے۔ بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پروا کیا ہے۔ ایسے شبہات ہمیشہ دنیاداری کے رنگ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق بھی نہیں ملتی۔ لیکن جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لیے قدم اُٹھاتے ہیں اور اس کی مرضی کو مقدم کرتے ہیں اور اس بناء پر جو کچھ بھی خدمت دین کرتے ہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ خود انہیں توفیق دے دیتا ہے۔ اور اعلاء کلمۃ (۔) کے لیے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں ان میں برکت رکھ دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اُٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ کس طرح پر اندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے۔ وہ شخص بڑا نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ❶

یعنی خدا تعالیٰ کے پاس آسمان و زمین کے خزانے ہیں۔ منافق ان کو سمجھ نہیں سکتے لیکن مومن اس پر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اس وقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھ کر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ ایک اور قوم پیدا کر دے گا جو ان سب اخراجات کا بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر بھی سلسلہ کا احسان مانے۔'' ❷

1-(المنافقون:8)　2-(ملفوظات جلد چہارم، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، مطبوعہ 2003۔ صفحہ 650-651)

اردو منظوم کلام

ع میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں باربار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے ○ وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشت خار
ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف ○ وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار
یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں ○ ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نَے تمہارے مکر کی ○ خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر ○ ورنہ اُٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی ○ کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر ○ میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
یاد وہ دن جب کہ کہتے تھے یہ سب ارکانِ دیں ○ مہدیٔ موعودِ حق اب جلد ہوگا آشکار
کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوش سے ○ کون تھا جس کو نہ تھا اُس آنے والے سے پیار
پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی ○ سب سے اوّل ہوگئے منکر یہی دیں کے منار
تھا نوشتوں میں یہی از ابتداء تا انتہا ○ پھر مٹے کیونکر کہ ہے تقدیر نَے نقشِ جدار
میں تو آیا اس جہاں میں ابنِ مریم کی طرح ○ میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار
پر اگر آتا کوئی جیسی انہیں امید تھی ○ اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بے شمار
ایسے مہدی کے لئے میداں کھلا تھا قوم میں ○ پھر تو اس پر جمع ہوتے ایک دم میں صد ہزار
پر یہ تھا رحم خداوندی کہ مَیں ظاہر ہوا ○ آگ آتی گر نہ میں آتا تو پھر جاتا قرار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحات 128-150)

فارسی منظوم کلام

درنعت و مدح حضرت سیّدنا و سیّد الثقلین محمد مصطفیٰ و اَحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

چوں زمن آید، ثنائے سرورِ عالی تبار — عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی خاندان سردار کی ثنا کیسے بیان ہو سکے گی جس کی مدح ثنائی سے زمین و آسمان بلکہ دونوں جہان عاجز ہیں۔

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم — کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار

قرب کا وہ مقام جو اس محبوب ازلی کے ہاں حاصل ہے اسکی شان کو خدا رسیدہ لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔

آں عنایت ہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو — کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں، اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوب ازلی اُس پر کرتا رہتا ہے وہ کسی نے کسی ملک میں بھی خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقان — آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کا سردار ہے اور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے۔ جس کی روح نے محبوب کے وصل کے ہر درجہ کو طے کرلیا۔

آں مبارک پے کہ آمد ذات باآیاتِ او — رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

وہ مبارک قوم جس کی ذات والا صفات اس رب العالمین پروردگار کی طرف سے رحمت بن کر نازل ہوئی۔

آنکہ دارد قرب خاص اندر جنابِ پاک حق — آنکہ شانِ او نفہمد کس ز خاصان و کبار

وہ جسے بارگاہِ الٰہی میں خاص قرب حاصل ہے۔ وہ کہ جس کی شان کو کوئی خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھ سکتے

احمدؐ آخر زماں کو اوّلین را جائے فخر — آخرین را، مقتدا، و ملجاً و کہف و حصار

وہ احمد آخر الزمان ہے جو پہلوں کیلئے فخر کی جگہ اور پچھلوں کیلئے پیشوا مقام پناہ، جائے حفاظت اور قلعہ ہے

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ — کس نگردد روزِ محشر جز پناہش رستگار

اسکی عالی بارگاہ سارے جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے حشر کے دن کوئی بھی اس کی پناہ میں آئے بغیر نجات نہیں پائے گا۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 23-24 ترجمہ از درثمین فارسی کے محاسن صفحہ 70)

قیام صلوٰۃ

ایک ایسی بات جس میں نماز میں مستقل لذت پیدا ہوگی

”نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا“ [1]

حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی بیان کرتے ہیں:

”جب ہم انبالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک کوٹھی میں مقیم تھے تو ایک امر کے متعلق جو کہ دینی معاملہ نہ تھا بلکہ ایک دوائی کے متعلق تھا۔ حضور سے استفسار کی ضرورت پیش آئی۔ احباب نے خاکسار کو اس کام کے لئے انتخاب کیا۔ چنانچہ میں اجازت لے کر اندر حاضر ہوا۔ حضور اپنے کمرہ میں صرف تنہا تشریف فرما تھے۔ خاکسار نے اس امر کے جواب سے فارغ ہوکر موقعہ کو غنیمت خیال کرتے ہوئے اپنے متعلق ایک واقعہ عرض کرنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے بڑی خندہ پیشانی سے اجازت دی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ میں اس سے قبل نقش بندیہ خاندان میں بیعت ہوں اور ان کے طریقہ کے مطابق ذکر واذکار بھی کرتا ہوں۔ ایک رات میں ذکر نفی اثبات میں حسب طریقہ نقشبندیہ اس طرح مشغول تھا کہ لفظ لا کو وسط سینہ سے اُٹھا کر پیشانی تک لے جاتا تھا۔ وہاں سے لفظ الٰــہ کو دائیں شانہ پر سے گزار کر دیگر اطراف سے گذارتے ہوئے لفظ لا الــہ کی ضرب قلب پر لگاتا۔ کافی وقت اس عمل کو جاری رکھنے کے بعد قلب سے بجلی کی رَو کی طرح ایک لذت افزا کیفیت شروع ہوکر سر سے پاؤں تک اس طرح معلوم ہوئی کہ جسم کا ذرہ ذرہ اس کے زیر اثر تھا۔ آخر وہ کیفیت اس قدر بڑھی اور ناقابل برداشت معلوم ہونے لگی کہ میں نے خیال کیا۔ اگر یہ کیفیت اس سے زیادہ رہی تو اغلب ہے کہ میں بے ہوش ہوکر چارپائی سے نیچے گر جاؤں۔ چونکہ تنہا تھا اس لئے خیال ہوا کہ صبح اگر گھر کے لوگوں نے اس طرح گرا ہوا دیکھا تو شاید وہ کسی نشہ وغیرہ کا نتیجہ خیال کریں۔ میں نے ذکر کو قصداً بند کر دیا۔ چونکہ رات کافی گذر چکی تھی اسلئے تھوڑی دیر میں ہی نیند آگئی۔ صبح بیدار ہونے پر حالت حسب معمول تھی۔ اس کے بعد میں نے بارہا اس طرح عمل کیا مگر وہ کیفیت پیدا نہ ہوئی۔ حضور نے سن کر فرمایا۔ کہ اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ کیفیت پھر پیدا ہو۔ میں نے عرض کیا اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ خدا کی عبادت لذت کے لئے نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ حکم کی تعمیل اور اپنا فرض سمجھ کر کرنی چاہئے۔ خدا چاہے تو اس میں بھی اس سے بہتر لذت پیدا ہوسکتی ہے۔ اگر لذت کو مدنظر رکھ کر عبادت کی جائے

خدا کی عبادت لذت کیلئے نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ حکم کی تعمیل اور اپنا فرض سمجھ کر کرنی چاہئے۔ خدا چاہے تو اس میں بھی اس سے بہتر لذت پیدا ہوسکتی ہے۔ اگر لذت کو مدنظر رکھ کر عبادت کی جائے تو لذت نفس کی ایک کیفیت ہے۔ اس کے حصول کیلئے عبادت نفس کے زیر اتباع ہے۔ خدا کی عبادت ہر حال میں کرنی چاہئے۔

تو لذت نفس کی ایک کیفیت ہے۔ اس کے حصول کیلئے عبادت نفس کے زیر اتباع ہے۔ خدا کی عبادت ہر حال میں کرنی چاہئے۔ خواہ لذت ہو یا نہ ہو۔ وہ اس کی مرضی پر ہے۔ پھر فرمایا۔ یہ حالت جو آپ نے دیکھی یہ ایک سالک کے لئے راستہ کے عجائبات اور غول راہ کے طور پر ہوتے ہیں اور عارضی ہوتے ہیں۔ اس کے عارضی ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ اس کو پھر چاہتے ہیں۔ اسی طرح ذکر کرنے پر بھی وہ لذت حاصل نہ ہوئی۔ ہم آپ کو ایسی بات بتاتے ہیں جس میں مستقل لذت پیدا ہوگی جو پھر جدا نہیں ہوگی۔ وہ اتباع سنت اور اسوۂ حسنہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے جس کی غرض خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ ان فانی لذتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ پھر فرمایا۔ نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہئے۔ منہیات سے پرہیز ضروری ہے۔'' ❷

نیک عمل

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے، حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری کی روایت بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے..... کہ قیامت کے دن ایک شخص خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اگر تو نے دنیا میں کوئی نیک عمل کیا ہے تو بیان کر اور وہ جواب دیگا اے میرے خدا میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ خدا فرمائے گا کہ اچھی طرح یاد کر کے اپنا کوئی ایک نیک عمل ہی بیان کردے۔ وہ جواب دیگا کہ مجھے اپنا کوئی ایک نیک عمل بھی یاد نہیں ہے خدا فرمائے گا اچھا یہ بتا کہ کیا تو نے کبھی میرے کسی نیک بندے کی صحبت اٹھائی ہے؟ وہ کہے گا اے میرے خدا میں کبھی تیرے کسی نیک بندے کی صحبت میں نہیں بیٹھا۔ خدا فرمائے گا اچھا یہ بتا کہ کیا کبھی تو نے میرے کسی نیک بندے کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیگا کہ اے میرے خدا مجھے زیادہ شرمندہ نہ کر میں نے کبھی تیرے کسی نیک بندے کو دیکھا بھی نہیں۔ خدا فرمائیگا تیرے گاؤں کے دوسرے کنارے پر میرا ایک نیک بندہ رہتا تھا کیا فلاں دن فلاں وقت جب کہ تو فلاں گلی میں سے جا رہا تھا اور وہ میرا بندہ سامنے سے آتا تھا تیری نظر اس پر نہیں پڑی؟ وہ جواب دیگا ہاں ہاں میرے خدا اب مجھے یاد آیا اس دن میں نے بے شک تیرے اس بندے کو دیکھا تھا مگر اے میرے خدا! تو جانتا ہے کہ صرف ایک دفعہ میری نظر اس پر پڑی اور پھر میں اس کے پاس سے نکل کر آگے گذر گیا، خدا فرمائے گا۔ میرے بندے جا میں نے تجھے اس نظر کی وجہ سے بخشا۔ جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال خدا کے رحم اور بخشش کو ظاہر کرنے کیلئے بیان فرماتے تھے۔..... اس مثال کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ انسان خواہ اس دنیا میں کیسی حالت میں رہا ہو اور کیسی بد اعمالی میں اس کی زندگی گذری ہو وہ محض اس قسم کی وجہ کی بنا پر بخش دیا جاوے گا بلکہ منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ..... اس کا فطری میلان ایسا تھا کہ اگر اسے نیکی کی طرف مائل کرنے والے حالات پیش آتے تو وہ بدی کو ترک کر کے نیکی کو اختیار کر لیتا تو ایسا شخص یقیناً خدا کی بخشش خاص سے حصہ پائے گا.....'' ❸

1-(تذکرہ بار چہارم 2004ء ص 595)
2-(سیرت المہدی جلد دوم، بار اول، نظارت اشاعت ربوہ، 2008ء۔ روایت نمبر 1087 صفحہ 67-68)
3-(سیرت المہدی جلد اول بار دوم 2008ء نظارت اشاعت ربوہ۔ روایت نمبر 428 صفحہ 386-387)

''اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے''

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ پاکستان میں سال 2011ء کے دوران حسن کارکردگی کی بناء پر نظامت ہائے علاقہ میں سے درج ذیل علاقہ جات اول، دوم دسوم قرار پائے ہیں۔

اوّل: نظامت علاقہ فیصل آباد۔ **دوم:** نظامت علاقہ گوجرانوالہ۔ **سوم:** نظامت علاقہ ڈیرہ غازی خان۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر فرمایا: **''اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے''**

اور مجلس انصاراللہ پاکستان میں سال 2011ء کے دوران حسن کارکردگی کی بناء پر نظامت ہائے اضلاع میں سے درج ذیل اضلاع اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی دس پوزیشنوں پر رہے ہیں:

اوّل	نظامت ضلع کراچی	**دوم**	نظامت ضلع لاہور
سوم	نظامت ضلع ننکانہ صاحب	**چہارم**	نظامت ضلع ساہیوال
پنجم	نظامت ضلع سیالکوٹ	**ششم**	نظامت ضلع نارووال
ہفتم	نظامت ضلع جھنگ	**ہشتم**	نظامت ضلع شیخوپورہ
نہم	نظامت ضلع حیدرآباد	**دہم**	نظامت ضلع میرپور آزاد کشمیر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر فرمایا: **''اللہ مبارک فرمائے''**

اسی طرح مجلس انصاراللہ پاکستان میں سال 2011ء کے دوران حسن کارکردگی کی بناء پر درج ذیل مجالس اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی دس پوزیشنوں پر رہی ہیں اور **ربوہ علم انعامی** کی حقدار ٹھہری ہے۔

اوّل	مجلس انصاراللہ ربوہ	**دوم**	مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد
سوم	مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی	**چہارم**	مجلس انصاراللہ ڈرگ کالونی کراچی
پنجم	مجلس انصاراللہ سلطان پورہ لاہور	**ششم**	مجلس انصاراللہ جوہر ٹاؤن لاہور
ہفتم	مجلس انصاراللہ نارووال شہر	**ہشتم**	مجلس انصاراللہ واپڈا ٹاؤن لاہور
نہم	مجلس انصاراللہ رچنا ٹاؤن لاہور	**دہم**	مجلس انصاراللہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر فرمایا: **''اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے''**

اللہ تعالیٰ یہ اعزازات نظامت علاقہ جات، اضلاع اور مجالس کیلئے مبارک کرے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(خاکسار خواجہ مظفر احمد۔ قائد عمومی مجلس انصاراللہ)

تبرکات

ذکر حبیب : سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی

(حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب)

معاشرتی زندگی کو خوشگوار بنانے کا سنہری اصول

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي۔[1]

کہ تم میں سے درحقیقت بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم میں سے سب سے زیادہ بہتر اور اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔ معاشرتی اور عائلی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کا یہ ایک نہایت ہی قیمتی اور سنہری اصول ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں جہاں تک میرا مشاہدہ ہے۔ میں نے رسول پاکؐ کے اس ارشاد کو اپنی پوری جامعیت اور حقیقت کے ساتھ پورا ہوتے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر والوں سے، اپنے بچوں سے، اپنے ملازموں سے (احمدیوں) سے، دوستوں سے، عام ملنے جلنے والوں سے غرضیکہ ہر ایک سے نہایت ہی محبت اور شفقت اور ہمدردی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ لفظ ''اہل'' کے وسیع معنوں کے ساتھ اپنے اہل کے لئے آپ کا وجود سراسر خیر ہی خیر تھا جہاں تک گھر والوں کا تعلق ہے۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور محبت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپ حضرت اماں جان کی طبیعت کا اس قدر خیال رکھا کرتے تھے۔ کہ ہمارے موجودہ زمانے میں مَیں نے کسی خاوند کو ایسا خیال رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور پھر اسی طرح خود حضرت اماں جان کا یہ حال تھا کہ وہ بھی ہر لحظہ اور ہر لمحہ حضور کے آرام اور آسائش کا پورا پورا خیال رکھتیں۔ چنانچہ اکثر حضور علیہ السلام کے لئے کھانا خود تیار کیا کرتی تھیں۔

صبح کی سیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی مصروف زندگی گذارتے تھے۔ یہ مصروفیت صبح سے لے کر رات گئے تک جب تک حضور سونے کی تیاری نہ فرماتے جاری رہتی۔ صبح کے وقت اگر حضور کی صحت اجازت دیتی تو حضور سیر کے لئے ضرور تشریف لے جاتے حضور کی معیت کا شرف حاصل کرنے کے لئے دوست (بیت) مبارک کے نیچے جمع ہوجایا کرتے تھے۔ خصوصاً باہر سے آئے ہوئے دوست تو اس موقعہ کو غنیمت خیال کیا کرتے تھے اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کرتے تھے کہ صبح کی سیر میں وہ

1-(جامع الترمذی، ابواب المناقب، حدیث نمبر 4269)

ضرور شامل ہوں ہم ان دنوں چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے اور قادیان سے جانب شمال قریباً میل بھر دور کسیر (پرالی) ہوتی تھی۔ہم سیر میں وہاں جاتے تھے اور کسیر اکھاڑ کر واپسی پر ساتھ لے آیا کرتے تھے۔اس سیر کے لئے حضور سورج نکلنے کے قریب تشریف لے جایا کرتے تھے۔سیر میں مختلف احباب حضور سے مختلف دینی مسائل پر گفتگو بھی کر لیا کرتے تھے۔

آپ کی عام مصروفیات تالیف وتصنیف تھیں

عام مصروفیات حضور کی تصنیف کی تھیں۔پچھلی عمر میں حضور چلتے چلتے تصنیف کا کام فرمایا کرتے تھے۔ایک گول میز ہوتی تھی جو چھاتی تک قریباً چار ساڑھے چار فٹ اونچی تھی اس میں ایک دراز تھی اور نیچے تین پیر تھے۔یہ میز جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔میاں نظام الدین صاحب مرحوم سیالکوٹی نے بطور تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کی تھی۔حضور اس میز کے اوپر دوات رکھ دیتے تھے اور کاغذ اور قلم ہاتھ میں ہوتے تھے اور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے جاتے تھے۔دوات کے چونکہ گرنے کا خطرہ ہوتا تھا۔اس لئے وہ ایک اور مٹی کی موٹی سی دوات بنا کر اس میں فٹ کی ہوتی تھی۔

یہ میز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد میرے پاس آ گئی تھی۔اس کے بعد جب یہ ذرا خستہ حالت میں ہوگئی تو اس کی مرمت بھی کرا دی گئی تھی۔اس پر ملتانی کام ہوا ہوا تھا۔بعد میں یہ میز میں نے عزیزم مرزا منصور احمد کو دے دی تھی اور اب قادیان میں عزیزم مرزا وسیم احمد (سابق ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان) کی تحویل میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک کاپی رہا کرتی تھی جو سوتے وقت حضور کے سرہانے ہوتی۔جس وقت کوئی الہام وغیرہ ہوتا تو حضور اسے اس وقت اس کاپی میں نوٹ کر لیا کرتے۔میں نے وہ کاپی خود دیکھی ہے قریباً ۶×۵ انچ کی تھی اور کوئی ڈیڑھ انچ موٹی سفید کاغذوں کی تھی جو لکیر دار نہیں تھے۔

بچوں کے ساتھ نہایت شفقت کا سلوک فرماتے

اپنے بچوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کا سلوک نہایت شفقت اور محبت کا تھا۔مجھے یاد ہے ایک دفعہ سردیوں کا موسم تھا۔میں سکول کے لڑکوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے بڑی (بیت) میں گیا۔ان دنوں طالب علموں کے لئے ظہر کی باجماعت نماز سکول کے انتظام کے تحت بڑی (بیت) میں ہوا کرتی تھی۔اس وقت مجھے سردی لگی جو خوشگوار سی معلوم ہوئی۔نماز پڑھ کر جب سکول کے کمرہ میں میں واپس آیا تو مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔چنانچہ میں اجازت لے کر گھر آیا اور نچلی منزل سے مکان میں ان سیڑھیوں سے داخل ہوا۔جو حضرت صاحب کے رہائشی دالان میں کھلتی تھیں۔اس کے بعد مجھے اتنا یاد ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پلنگ کی پائینتی کی طرف سہارا لگا کر لیٹ گیا ہوں جب میری آنکھ کھلی ہے تو غالباً دوسرا دن تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے پاس تھے اور تیمارداری کر رہے تھے۔مجھے اتنا شدید بخار ہو گیا تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔اسی طرح جب ہم کبھی بیمار ہو جاتے تو بیماری میں خواہش کیا کرتے کہ آتشبازی کے انار اور پٹاخے وغیرہ چلانے کی اجازت دی جائے۔حضور انار چلانے کی اجازت تو دے دیا کرتے تھے لیکن پٹاخوں کی نہیں۔حضور فرمایا کرتے تھے

کہ انار وغیرہ سے ہوا بھی صاف ہوجاتی ہے۔اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح حضور بچوں کی صحت کا بھی بڑا خیال رکھا کرتے تھے گرمیوں میں جب باہر سونے کا موسم ہوتا تھا۔تو اس وقت ہمارے اوپر سائبان لگوائے جاتے تا کہ ہم اوس وغیرہ سے محفوظ رہیں اور بیمار نہ ہوجائیں۔اسی طرح حضور بعض اوقات بچوں کو پیسے وغیرہ بھی دیا کرتے تھے۔مجھے یاد ہے کہ ایک دودفعہ حضور نے مجھے ایک روپیہ بھی دیا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کی بیماری میں ان کا علاج بھی تجویز فرمادیا کرتے تھے اور اپنے پاس سے دوائی بھی دیا کرتے تھے۔

روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج

ابتدائی زمانہ میں قادیان کے قریب کے گاؤں کی عورتیں وغیرہ حضور سے آکر اپنے لئے اور اپنے بچوں کیلئے دوائی لے جایا کرتی تھیں۔کئی دفعہ کئی عورتیں دوائی حاصل کرکے اپنی تسلی کی خاطر پوچھا کرتی تھیں کہ کیا اس سے آرام آجائے گا تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہاں اس سے آرام آجائے گا۔ایک دفعہ ایک عورت اپنے بچہ کو لائی جسے کھانسی کی شکایت تھی۔حضرت اماں جان بھی اس وقت حضور کے پاس موجود تھیں۔حضرت اماں جان نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس بچہ کو کالی کھانسی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی تک اس بچے کی کھانسی کی آواز نہیں سنی تھی اور نہ ہی کوئی اور علامت دیکھی تھی۔جب حضور نے اس بچہ کو دیکھا تو فرمایا کہ ہاں اسے تو کالی کھانسی ہی ہے اور ساتھ ہی حضرت اماں جان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کیسے پتہ لگا کہ اس بچہ کو کالی کھانسی ہے؟ تو حضرت اماں جان نے فرمایا کہ دیہات کی یہ عورتیں معمولی کھانسی کی تو پرواہ ہی نہیں کرتیں۔اگر کالی کھانسی ہی ہو تو تبھی جاکر یہ کسی کے پاس علاج کے لئے جاتی ہیں۔حضور کو دوران سر اور نقرس کی تکلیف عموماً رہا کرتی تھی۔نقرس کی درد میں آپ کئی دفعہ مولیاں پسوا کر لگوایا کرتے تھے۔

مہمان نوازی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس طرح اپنے گھر والوں کا اپنے بچوں کا اور خود اپنی صحت کا خیال رکھا کرتے تھے اسی طرح حضور مہمانوں کا بھی بڑا خیال رکھنے والے تھے۔جب کوئی مہمان آتا تو آپ حتی الوسع اس کے تمدن اور حالات کے مطابق اس کی تواضع اور خاطرداری فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب کے لئے خاص طور پر شب دیگ پکوائی گئی تھی۔خواجہ صاحب کشمیری تھے اور کشمیریوں کو شلجم بہت پسند ہیں۔اسی طرح کشمیری چونکہ بڑی سرخ رنگ کی چائے پسند کرتے تھے۔اس لئے ایک دفعہ خواجہ صاحب ہی کے لئے حضرت اماں جان نے چائے پکوائی ان دنوں چقندروں کا موسم تھا آپ نے پانی جوش دیتے ہوئے کچھ چقندر بھی اس میں ڈلوادیئے تا کہ چائے کا رنگ زیادہ سرخ اور خوشگوار ہوجائے چنانچہ بعد میں یہ چائے خواجہ صاحب اور دوسرے مہمان جو آئے تھے انہیں پیش کی گئی۔ابھی مہمانوں کی آمد کثرت سے شروع نہیں ہوئی تھی۔تو حضور علیہ السلام باہر مہمانوں کے ساتھ بھی کھانا کھالیا کرتے تھے۔بعد میں...... حضور نے پھر یہ طریق چھوڑ دیا۔

پاکیزہ اور سادہ مجلس

حضور کی مجلس بڑی سادہ اور دلوں کے لئے فرحت والی ہوتی تھی۔ یہ نہیں ہوتا تھا۔ کہ طبیعتوں پر بیٹھے ہوئے کسی قسم کا دباؤ یا تکلف کا بوجھ ہو۔ آپ کی مجلس میں لوگ بڑے آزادانہ طور پر بیٹھے ہوا کرتے تھے اور کھل کر گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ ایسی مجلس ہوتی تھی کہ لوگ طبائع میں بشاشت محسوس کیا کرتے تھے۔

حضور ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد (بیت) میں بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن زیادہ وقت گرمیوں میں مغرب کے بعد تشریف رکھتے تھے۔ (بیت) مبارک کے صحن میں جانب غرب شہ نشین ہوتا تھا۔ اس پر عموماً حضور علیہ السلام بیٹھا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سر پر ہلکی سی ایک کپڑے کی ٹوپی پہنا کرتے تھے اور مجلس میں موجود ہوتے تھے۔

خدمتِ دین کیلئے موقعہ کی تلاش

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی لوگوں تک (دین حق) کا صحیح پیغام پہنچانا اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فرض کو اپنی ساری زندگی میں شان سے نبھایا ہے۔ اس کی مثال تیرہ سو سال میں نہیں مل سکتی۔ اس فرض کی ادائیگی کا یہ عالم تھا کہ حضور معمولی معمولی موقعوں پر بھی اس کے لئے ہمہ تن تیار ہوتے تھے اور تاک میں رہتے تھے کہ کب کوئی موقعہ ملے اور حضور اس سے فائدہ اٹھا کر لوگوں تک اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام پہنچائیں۔ مجھے یاد ہے کہ ابتدائی زمانہ میں جب کہ فونوگراف ابھی شروع ہی ہوا تھا تو قادیان میں سوائے نواب (محمد علی خان) صاحب کے کسی شخص کے پاس فونوگراف نہیں تھا۔ بعض ہندوؤں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کو فونوگراف سنایا جائے چنانچہ اس کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر ایک (۔) نظم لکھی جس کی ابتداء اس طرح ہے کہ:-

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

یہ نظم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوش الحانی سے گا کر ریکارڈ کرائی اور پھر حضرت اماں جان کے صحن میں ہندوؤں کو یہ (تربیتی) ریکارڈ سنایا گیا۔ اُس زمانہ میں فونوگراف کی مشین ایسی تھی۔ جس میں ریکارڈنگ کا بھی انتظام ہوتا تھا۔ ایک گول سلنڈر رہتا تھا۔ جس کے اوپر آواز بھری جاتی تھی اور پھر وہ سنی جا سکتی تھی۔ پھر اس کے بعد فونوگراف میں تبدیلیاں ہوئیں اور گراموفون کی شکل میں مشین تیار ہوئی۔

سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ حضور سائلوں کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیا کرتے تھے بلکہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرتے۔ ایک دفعہ ایک سائل آیا اور واپس چلا گیا۔ حضور کو جب معلوم ہوا تو اس سے آپ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ تھوڑی

ہی دیر میں جبکہ حضور پریشانی کے اسی عالم میں ہی تھے تو وہ فقیر واپس آ گیا اور پھر حضور نے اسے کچھ دیا اور تب حضور کو تسلی ہوئی اور وہ پریشانی دور ہوئی۔ حضور کی زندگی میں ایک سائل آیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ غلام احمد روپیہ ہی لے کر جانا ہے۔ چنانچہ حضور اسے روپیہ ہی دیا کرتے تھے۔ تب وہ جایا کرتا تھا۔

صبر اور وسعت حوصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن دنوں اپنا لاہور کا آخری سفر کرنا تھا تو اس میں کئی دفعہ کئی قسم کی روکیں پیدا ہوتی رہیں۔ ایک دفعہ تو حضور دو دن کے لئے اس لئے بھی رک گئے کہ مجھے تیز بخار اور پیچش کی شکایت ہوگئی تھی۔ اس کے بعد چونکہ بٹالہ سے لاہور تک کے لئے گاڑی ریزرو ہو چکی تھی۔ اس لئے حضور کو بہر حال جانا پڑا اور حضور قادیان سے لاہور جانے کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ رات بٹالہ میں حضور نے قیام فرمایا۔ جہاں کی جماعت نے حضور کو رات کے کھانے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ جب شام کے قریب حضور بٹالہ پہنچے تو جماعت کے لوگ کافی وقت گئے تک حضور سے ملتے رہے اور بہت رات گئے تک بھی انہوں نے کھانے وغیرہ کا کوئی انتظام نہ کیا۔ جب سب دوست مل ملا کر فارغ ہوئے۔ تب انہیں اس طرف توجہ پیدا ہوئی۔ حتی کہ رات کے کوئی دو بج گئے۔ میں تو چھوٹی عمر میں تھا اور بیمار بھی تھا۔ اس لئے زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا۔ چنانچہ مجھے تنور کی روٹی بازار سے منگوا کر شوربے میں بھگو کر دی گئی اور وہی میں نے کھالی (مجھے یاد ہے کہ میری بیماری کی وجہ سے دوسرے دن اسی طرح وہ ٹکڑے نکل گئے تھے) اسی طرح خود حضرت اماں جان نے بھی اپنی بھوک کا بڑی شدت سے اظہار کیا تھا۔ لیکن اتنی دیر ہونے اور تکلیف کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کسی معمولی سے معمولی اشارے سے بھی جماعت کے دوستوں سے اپنی تکلیف یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ نہایت صبر اور سکون سے وقت گذارا اور نہ صرف یہی بلکہ علیحدگی میں اپنے گھر کے افراد سے بھی اس دیری یا تکلیف کا اظہار نہیں فرمایا۔

اپنے ملنے والوں کے ساتھ حضور کا سلوک نہایت اچھا تھا۔ اگر کوئی شخص حضور کے دروازے پر آ کر حضور سے ملنا چاہتا تھا۔ تو حضور اُسے بہت جلد مل لیا کرتے تھے اور انتظار کرنے کا موقعہ نہیں دیا کرتے تھا۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان کے ہندوؤں میں سے لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت اکثر حضور سے ملنے کیلئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ تو حضور فوراً ہی اُن کو بلوا لیا کرتے تھے اور انہیں انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چھوٹے چھوٹے امور میں بھی جن کی طرف فوری طور پر بظاہر انسان کی نگاہ نہیں جاتی شریعت کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے۔

بڑوں اور بچوں کو دعا کی تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن ہی چونکہ توحید الٰہی کا قیام اور بندوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا تھا۔ اس لئے

حضور ہمیشہ دوسروں کو دعا کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے شب و روز دعاؤں میں ہی گذرتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضور اس حصہ مکان میں جس میں میں رہا کرتا تھا اور بعد میں جس میں حضرت سیدہ ام طاہر مرحومہ رہا کرتی تھیں۔ اس مکان کی جانب مغرب، کھپریل کی جانب شمال، کوٹھڑی میں الگ دعا کے لئے جایا کرتے تھے اور اس دعا پر کافی وقت لگایا کرتے تھے۔ حضور کا یہ طریق ایک لمبے عرصہ تک جاری رہا۔ اُس وقت اُس مکان میں حضرت پیر منظور محمد صاحب اپنی اہلیہ سمیت رہا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے چھوٹے بچوں کو بھی دعا کی تحریک کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی خواب وغیرہ دکھائے تو اس سے بھی آگاہ کرنا۔ چنانچہ ہماری چھوٹی بہن سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک واقعہ ہے۔ جس کی تصدیق انہوں نے خود اپنے الفاظ میں لکھ کر مجھے اس تقریر کے لئے بھجوائی ہے۔ اس واقعہ کے متعلق اُن کے اپنے الفاظ ہیں کہ انہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر دعا کیلئے فرماتے تھے اور روزانہ ہی قریباً دریافت فرماتے تھے۔ کہ تم نے کوئی خواب دیکھا۔ یہ موقعہ ایسا تھا کہ سفر لاہور کے متعلق گھر میں ذکر ہوتا تھا۔ اس لئے میرا قیاس یہی تھا اور ہے کہ اسی سلسلہ میں دعا اور استخارہ کا حکم دیا گیا۔ ورنہ آپ نے لاہور کا نام نہیں لیا تھا۔ بلکہ اتنا ہی فرمایا تھا کہ میرا ایک کام ہے اس کے لئے دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کرو اور جو خواب آئے مجھے بتانا۔ میں نے حسب الارشاد دو رکعت بعد عشاء پڑھے اور دعا کی۔ اسی شب خواب میں دیکھا کہ میں (بیت) کی چھت کی جانب (یعنی جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم والا چوبارہ اس وقت تک کہلاتا تھا۔ اب وہ حصہ مکان ام وسیم کے پاس ہے) آئی ہوں اور دیکھا کہ کمرے کے آگے صحن میں ایک اور حصہ چھت کا زائد حضرت اماں جان کے صحن کی جانب بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ اس جگہ حضرت خلیفہ اول بیٹھے ہیں کچھ خاموش سے اور گہری فکر میں ہیں۔ ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ سائز حقیقۃ الوحی جتنا مگر حجم کم ہے۔ درمیانہ سی کتاب ہے۔ مجھے دیکھ کر نظر اٹھائی اور فرمایا۔

''میں ابوبکر ہوں'' اور ساتھ ہی کتاب دکھا کر کہا کہ یہ حضرت مسیح موعود کے الہامات ہیں۔ جو میرے لئے ہیں'' چہرہ آپ کا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کسی گہری سوچ میں انسان کھویا ہوا سا ہو اور متفکر ہو۔ میں نے یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صبح دریافت فرمانے پر آپ کو سنا دیا۔ آپ نے فرمایا'' اپنی اماں کو یہ خواب نہ سنانا''

اب ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں

وفات کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس امر کا احساس اور یقین ہو چکا تھا کہ اب آپ اپنے مولائے حقیقی اور رفیق جاودانی کے پاس جانے والے ہیں۔ مئی 1908ء میں لاہور جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حجرہ بند کیا۔ حجرہ وہ کمرہ ہے جس میں آخری عمر میں آپ تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ اس کا ایک دروازہ ام ناصر کے مکان کی طرف کھلتا تھا اور دوسرا بیت الدعا میں اور تیسرا میرے ساتھ مکان کے صحن میں۔ اس حجرہ کو بند کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ اب ہم اس کو نہیں کھولیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی حضور کی وفات ہوگئی اور پھر یہ حجرہ کھولنے کا موقعہ حضور کو نہیں

ملا۔ لاہور میں ایک ڈاکٹر حضور کے پاس آیا۔ یہ حضور کی وفات سے ایک دن پہلے عصر کی نماز کے وقت کی بات ہے۔ اس ڈاکٹر نے حضور سے چند سوالات کئے۔ جن کے جوابات حضور نے بڑے اختصار سے دیئے اور فرمایا کہ یہ تمام باتیں میں اپنی کتابوں میں لکھ چکا ہوں اس کے بعد اس ڈاکٹر نے پھر اصرار کیا اور کچھ اور باتیں پوچھیں تو حضور نے فرمایا اب ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔

اپنی جماعت کے لوگوں کیلئے دعائے مغفرت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا جنازہ (12/اکتوبر 1905ء) جس وقت پڑھنے کے لئے رکھا گیا ہے تو اس وقت تقاطر (بوندا باندی) شروع ہو گیا تھا۔ جنازہ کے بعد ایک آدمی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ حضور میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنی جماعت کے سب لوگوں کیلئے دعائے مغفرت کر دی ہے۔ میں خود اس جنازہ میں موجود تھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا جنازہ امانتاً اس قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ جو بعد میں محلّہ باب الانوار میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ کے مکان کے جانب شمال ہے اور روڑی کا قبرستان کہلاتا ہے۔ بعد میں جب بہشتی مقبرہ بنا تو پھر ان کو وہاں دفن کیا گیا۔..... اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی دعاؤں اور ان کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات سے نوازے اور ہمارے دلوں میں اپنی، اپنے رسول ﷺ، اپنی کتاب اور اپنے پاک مسیح علیہ السلام کی محبت پیدا کرے کہ یہی چیز دراصل ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والی اور ہمارے لئے سرمایۂ نجات ہے۔ [1]

(جلسہ سالانہ ربوہ 1957ء کے موقع پر "ذکر حبیب علیہ السلام" کے عنوان پر تقریر سے انتخاب)

1-(روزنامہ الفضل ربوہ۔ یکم تا 3/جنوری 1958ء)

غزل

خدا ہے اور تو صاحبِ متیں ہے — جدھر دیکھوں وہیں ہے تو یہیں ہے
ترے گلشن کا اک اک پھول دیکھا — محمدؐ سا کہیں کوئی نہیں ہے
مثال اس کی نہیں دنیا میں کوئی — دکھا کوئی اگر اس سا حسیں ہے
مسیحائی کی کچھ اس طرح دل کی — پیارا نقش سا اک دل نشیں ہے
قیامت تک چلا ہے سلسلہ جو — خلیفہ پر خلیفہ جانشیں ہے
رہوں محروم اس اولاد سے مَیں — خلافت سے جو وابستہ نہیں ہے
عدو ہے زور ور میری بلا سے — ہمارا ہے خدا ہم کو یقیں ہے
منازل ہوگئیں آسان یک سر — کمر کس لی تو پھر مشکل نہیں ہے
مُبَرٌ لازم نبھانا عہد کو تم — وفا بن تو نہ دنیا ہے نہ دیں ہے

(مکرم م۔الف مہر صاحب ملتان)

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک میٹنگ

رپورٹ مرتبہ: مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر

یکم اکتوبر 2011ء کو انصار اللہ ناروے کی اس بابرکت تقریب کا انعقاد ہوا۔ جس میں پانچ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور میٹنگ روم میں نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

قیادت عمومی

☐ ...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری مجالس کی تعداد 12 ہے اور انصار کی تعداد 214 ہے۔

حضور انور نے فرمایا جب آپ کی رپورٹس میں باقاعدگی نہیں ہے، آپ کو اپنی مجالس کی طرف سے بھی رپورٹس باقاعدہ موصول نہیں ہوتیں تو پھر آپ نے کیا کرنا ہے۔ آپ کو تمام مجالس کی طرف سے رپورٹس آنی چاہئیں۔ مجالس کو یاد دہانی کروائیں۔ دس مجالس تو آپ کی اوسلو میں ہیں۔ جمعہ پڑھنے عہدیدار آتے ہیں جمعہ پر یاد کروا سکتے ہیں۔ مجالس کے دورے کر کے یاد کروا سکتے ہیں۔ یاد کروانا تو کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ آپ کے جو نائب صدران ہیں وہ مجالس کے دورے کریں اور توجہ دلائیں۔ آپ کی مجلس تو ایک چھوٹی مجلس ہے۔ اچھا کام کر کے ایک مثال بن سکتی ہے۔

☐ ...... حضور انور نے فرمایا کہ بعض بڑی مجالس یہ کہتی ہیں کہ اگر چھوٹی مجالس کو علَم انعامی کے مقابلہ میں شامل کریں گے تو یہ اپنی تعداد کم ہونے کے لحاظ سے سب کچھ کرلیں گے اس لئے ان کا علیحدہ معیار ہونا چاہئے۔

انصار سیر کریں اور مضامین لکھیں، ان میں مقابلہ ہو اور انعام دیا جائے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی مجلس چھوٹی ہے۔ آپ کا معیار تو بہت اونچا ہونا چاہئے۔ آپ ہر چیز صرف رسمی طور پر نہ چھوڑیں۔ انشاء اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بھرپور کوشش کریں۔ آپ کام کریں گے، کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ آپ کے کام میں برکت ڈالے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

☐ ...... نائب صدر اول نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی ذمہ داری زعماء سے رابطہ رکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجالس کی میٹنگز میں جایا کریں اور ان کو توجہ دلایا کریں کہ اپنی رپورٹس بروقت بھجوایا کریں۔

☐......نائب صدر صف دوم نے بھی اپنے کام کی رپورٹ پیش کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا لائحہ عمل پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا کیا کام آپ کے سپرد ہیں **صرف عہدہ پر راضی نہ ہوں بلکہ کام کیا کریں۔ کتنے انصار سیر کرتے ہیں، کتنے ورزش کرتے ہیں، سائیکل چلاتے ہیں، انصار کو اس طرف توجہ دلائیں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کے بارو ے میں تو بڑے خوبصورت علاقے ہیں انصار سیر کریں اور مضامین لکھیں۔ ان میں مقابلہ ہو اور انعام دیا جائے۔

قیادت تعلیم

☐......قائد تعلیم سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ کیا پروگرام بنایا ہے؟ قائد تعلیم نئے بنے تھے حضور انور کی خدمت میں صدر صاحب نے رپورٹ پیش کی کہ ماہانہ ایک کتاب کا مطالعہ رکھا ہوا ہے اور ہم نے بھی وہی کتاب رکھی ہے جو جماعت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔ جماعت کی طرف سے اکتوبر میں ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد''۔ نومبر میں ''ایک غلطی کا ازالہ'' اور دسمبر میں ''پیغام صلح'' مقرر کی گئی ہیں۔

☐......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلے یہ جائزہ لیں کہ آپ کی نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نصاب کا مطالعہ کرنے والے ہیں۔ پھر آپ کی مقامی مجالس عاملہ ہیں ان کا جائزہ لیں کہ ان مجالس کی عاملہ کے سب ممبران مطالعہ کرنے والے ہیں اور مطالعہ مکمل کر لیا ہے۔ اگر آپ کے عہدیدار ہی مطالعہ کر لیں تو 70 فیصد انصار تو ویسے ہی ہو جائیں گے جو مطالعہ مکمل کرنے والے ہوں گے۔

مقابلہ مضمون نویسی کیلئے مواد و کتب مہیا کریں

☐......حضور انور نے فرمایا انصار میں جو مضمون نویسی کا مقابلہ ہے اس کے لئے آپ کو مواد بھی مہیا کرنا پڑے گا۔ کتب بتانی پڑیں گی۔ اس بارہ میں کمال یوسف صاحب سے مدد لیں۔

☐......قائد تربیت نومبائعین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ایک نومبائع ناصر ہیں جن سے رابطہ ہے۔

> **نومبائع کی تربیت اس طرح کرنی ہے کہ اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ تین سال بعد میں نے جماعتی نظام کا مکمل حصہ بن جانا ہے اور Main Stream میں چلے جانا ہے**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین سال کا عرصہ اس لئے ہے تا کہ اس میں ایک نومبائع کی اس حد تک تربیت ہو جائے کہ وہ نظام جماعت میں سمویا جائے۔ اسے چندوں کا پتہ ہو اور باقی نظام کا پتہ ہو اور اس طرح ہو جائے جس طرح وہ پرانا احمدی ہے۔ لیکن اب تو جو پرانے احمدی ہیں ان میں سے ایک حصہ خود نمازوں میں کمزور ہے، چندوں میں کمزور ہے، شرح کے مطابق ادائیگی نہیں ہے۔ آپ نے نومبائع

کی تربیت اس طرح کرنی ہے کہ اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ تین سال بعد میں نے جماعتی نظام کا مکمل حصہ بن جانا ہے اور Main Stream میں چلے جانا ہے۔

☐......قائد (۔) نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اختلافی مسائل تیار کر کے داعیان الی اللہ کو سکھانے کے لئے ایک نصاب بنایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا لیف لیٹس، فلائرز تقسیم کرنے کا انصاراللہ نے کیا پروگرام بنایا ہے۔ ناروے کی پانچ ملین آبادی ہے۔ جو چھوٹے ممالک ہیں ان میں تو دس فیصد آبادی تک پیغام پہنچنا چاہئے اور اس میں کم از کم تین فیصد تو آپ انصار کا حصہ ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا جو بوڑھوں کے لئے گھر ہیں وہاں جائیں، بوڑھوں کے پاس جائیں ان سے واقفیت بڑھے گی ان میں بھی تقسیم کریں۔

☐......قائد وقف جدید نے اپنے چندہ اور دیگر امور کی رپورٹ پیش کی۔

☐......قائد تجنید نے بتایا کہ ہماری مکمل تجنید 214 ہے۔ صف اول کے 126 انصار ہیں اور صف دوم کے 88 ہیں اور بارہ مجالس ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد تجنید نے بتایا کہ ہم نے اپنی تجنید اس طرح مکمل کی ہے کہ پہلے قائدین کو بھجوائی تھی۔ انہوں نے Update کر کے بھیجی ہے۔

☐......قائد ایثار سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ خدمت خلق کا کیا پروگرام بنایا ہے۔ قائد ایثار نے بتایا کہ گزشتہ نو ماہ میں اولڈ پیپلز ہاؤس کے تین چار دورے کئے ہیں۔ بوڑھوں کو تحائف دیئے ہیں۔ عید پر بھی تحاف دیئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا آپ کو خدمت کرنے کے مختلف راستے نکالنے چاہئیں۔

☐......قائد اشاعت نے بتایا کہ انصاراللہ کا پہلا شمارہ نکلا ہے اب دوسرے شمارہ پر کام ہو رہا ہے۔ رسالہ کا نام ''انصاراللہ'' ہے۔

اپنا علیحدہ Data بنائیں اور کوائف تیار کریں

☐......قائد مال کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ مجالس سے Data اکٹھا کریں۔ کون کون سے انصار ہیں۔ کتنی کتنی عمریں ہیں۔ اور ان میں سے کتنے کمانے والے ہیں۔ جو اپنی آمد نہیں بتا رہے وہ اتنا لکھ دیں کہ اپنی آمد کے مطابق دے رہے ہیں۔ آپ کا کام اپنا Data اکٹھا کرنا ہے اور جماعت کی مدد کرنا ہے اور اپنا Data جماعت کو مہیا کرنا ہے۔ جماعت کے ڈیٹا پر انحصار کرنا درست نہیں ہے بلکہ آپ اپنا علیحدہ Data بنائیں اور کوائف تیار کریں۔

چندہ خدا کی رضا کی خاطر دینا ہے

حضور انور نے چندے کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ چندے کا معاملہ سچائی کے ساتھ ہونا چاہئے۔

اصل چیز فگرز (Figures) نہیں ہے بلکہ روح ہے جس کے ساتھ چندہ دینا ہے اور خدا کی رضا کی خاطر دینا ہے۔ ٹیکس سمجھ کر نہیں دینا۔

☐......قائد تحریک جدید نے اپنے کام کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ چندہ تحریک جدید اکٹھا کرنے میں سیکرٹری تحریک جدید کی مدد کی جاتی ہے۔ ناروے میں ایسا کوئی آدمی نہیں جو نہ کمانے والا ہو۔ جو کام نہیں کرتا ان کو حکومت کی طرف سے کچھ الاؤنس مل جاتا ہے۔

داڑھی صرف اس لئے نہیں رکھنی کہ عہدیدار ہیں اور جب عہدہ سے فارغ ہوئے تو داڑھی بھی ختم ہوگئی۔ بلکہ احساس ہونا چاہئے اور داڑھی رکھنی ہے تو باقاعدہ رکھیں۔

☐......قائد ذہانت و صحت جسمانی نے بھی اپنی رپورٹ پیش کی کہ اجتماع کے موقع پر کھیلیں ہوتی ہیں۔ اب ہماری (بیت) بن گئی ہے اب یہاں بھی ہال میں ان ڈور (Indoor) گیمز ہوں گی۔

نماز کے جائزہ فارم سوچ سمجھ کر بنائیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف توجہ کریں

☐......قائد تربیت نے ایک جائزہ فارم حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جس میں جائزہ کے لئے ہر ناصر سے بعض سوالات پوچھے گئے تھے۔ اس فارم میں پہلا سوال یہ تھا کہ کیا روزانہ پانچوں نمازیں با جماعت پڑھتے ہیں؟ اس پر حضور انور نے فرمایا اس سوال کے الفاظ سوچ کر ایسے بنائیں جو بلاوجہ دلوں میں بے چینی پیدا نہ کریں۔

☐......قائد تعلیم القرآن وقف عارضی کے کام کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سال میں کم از کم دس فیصد انصار وقف عارضی کریں۔ پھر آہستہ آہستہ تعداد بڑھائیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف توجہ کریں۔

☐......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی توجہ دلائی تھی داڑھی صرف اس لئے نہیں رکھنی کہ عہدیدار ہیں اور جب عہدہ سے فارغ ہوئے تو داڑھی بھی ختم ہوگئی۔ بلکہ احساس ہونا چاہئے اور داڑھی رکھنی ہے تو باقاعدہ رکھیں۔

☐......مجلس عاملہ کے ایک ممبر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حضور کو (بیت) کیسی لگی ہے۔ حضور انور نے فرمایا (بیت) بہت خوبصورت اور اچھی ہے۔ دنیا کے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ اصل چیز اس کی آبادی ہے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن 23 تا 29 دسمبر 2011ء صفحہ 1-2)

ماہنامہ انصار اللہ کی توسیع اشاعت

جو انصار بھائی ابھی تک ماہنامہ انصار اللہ کے خریدار نہیں بنے ان سے درخواست ہے کہ صرف 200 روپے بھجوا کر سال بھر کیلئے ماہنامہ انصار اللہ جیسے تربیتی و علمی رسالہ کے خریدار بنیں۔ مینیجر

روح کے پتھر پگھل جانے بھی دے

(مکرم ومحترم چوہدری محمد علی صاحب مضطر عارفی)

روح کے پتھر پگھل جانے بھی دے
سوچ کو سانچوں میں ڈھل جانے بھی دے

ان گلی کوچوں کو جل جانے بھی دے
شہر کا نقشہ بدل جانے بھی دے

اس قدر اکرام کی بارش نہ کر
ہم فقیروں کو سنبھل جانے بھی دے

آج میرا مجھ سے ہو گا سامنا
یہ قیامت سر سے ٹل جانے بھی دے

منجمد سورج ہوں آدھی رات کا
میری برفوں کو پگھل جانے بھی دے

آگ کی تطہیر ہو گی آگ سے
خود بھی جل، مضطرؔ کو جل جانے بھی دے

(اشکوں کے چراغ، بار اوّل، 2011ء، صفحہ 446)

تاریخ سلسلہ احمدیہ کا ایک ورق

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے Mr. Jolyn Martyn Clark کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک ملاقات

"God has certainly shown a sign even today"

(مکرم آصف محمود باسط صاحب لندن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے 9 دسمبر 2011ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک مقدمہ قائم ہوا تھا۔ یہ بڑا مشہور مقدمہ ہے جو ایک پادری ہنری مارٹن کلارک نے قائم کیا تھا۔ اصل میں تو اس کے پیچھے اُس شکست کا بدلہ لینا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عیسائیوں کے درمیان ایک مباحثے میں عیسائیوں کو ہوئی تھی۔ جس بحث کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب جنگِ مقدس میں ملتی ہے۔ یہ مقدمہ مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قتل کا جھوٹا مقدمہ قائم کر کے کیا تھا۔ اس کی تفصیل بھی آپ کی کتاب ''کتاب البریہ'' میں ملتی ہے۔ بہرحال اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس وقت کے جج کپتان ڈگلس نے باعزت بری کیا تھا۔ آپ نے اس جج کو پیلاطوس ثانی کا خطاب دیا تو یہ بھی ایک لمبی تفصیل ہے۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک اُس مقدمے میں بہت ذلیل ہوا تھا۔ بلکہ جج نے کہا تھا آپ ان کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ بھی کر سکتے ہیں۔ ان کے خلاف مقدمہ بھی کر سکتے ہیں۔

گزشتہ دنوں مجھے ہمارے آصف صاحب جو ایم ٹی اے کے ہیں انہوں نے بتایا کہ ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے سے رابطہ ہوا ہے اور وہ مجھے ملنا چاہتا ہے۔ تو مَیں نے اُنہیں کہا کہ بڑی خوشی سے آ جائیں۔ کسی دن اُن کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ گزشتہ دنوں مجھے ملے۔ یہ ملنا تو شاید اتنا اہم نہیں۔ ایک ملاقات ہوتی ہے لوگ ملنے آتے رہتے ہیں لیکن جو باتیں اُنہوں نے کیں، اُن میں سے چند آپ کے سامنے بھی رکھتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی نشانی ہے۔ کس شان سے اللہ تعالیٰ آج بھی آپ کی تائید فرماتا ہے۔ میں نے باتوں باتوں میں 'جنگِ مقدس' کے

ہنری مارٹن کلارک ماضی کے دھندلکوں میں کہیں کھو گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت آپ کے خلفاء کی رہنمائی میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی گئی

حوالے سے بات کی تو کہنے لگے کہ مَیں نے تو اس بارے میں حال ہی میں تحقیق کی ہے لیکن آج مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک ماضی میں کھو گیا ہے۔ یہ اُن کے پڑپوتے کا بیان ہے کہ ہنری مارٹن کلارک ماضی میں کھو گیا ہے جبکہ اُس کے مدِ مقابل جو شخص تھا وہ دنیا بھر میں کامیاب ہے۔ کہنے لگے مجھے خود کچھ سال پہلے تک معلوم نہیں تھا کہ میرے پڑدادا کون ہیں۔ ابھی حال ہی میں مَیں اپنے آباؤ اجداد کی تلاش کر رہا تھا تو مجھے یہ پتہ چلا کہ ہنری مارٹن کلارک میرے پڑدادا ہیں۔ بہر حال تقریباً آدھا گھنٹہ ہماری گفتگو ہوتی رہی۔ بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اور احتیاط سے میرے ساتھ بات کر رہے تھے۔ میں سمجھا شاید یہ اُن کا انداز ہوگا لیکن بعد میں آصف صاحب کو کہنے لگے کہ ساری ملاقات میں مَیں بڑی جذباتی کیفیت میں رہا ہوں۔ اور اُس کے بعد جب باتیں ہوئیں تو آصف صاحب نے انہیں دوبارہ بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہنری مارٹن کلارک کے بارے میں اگر بعض سخت الفاظ استعمال کئے ہیں تو وہ اُس مارٹن کلارک کی ضد کی وجہ سے تھا اور اُس مباحثے کی صورتحال کی وجہ سے تھا جو اُس وقت پیدا ہوئی تھی۔ باوجود اس کے کہ بڑا واضح ہے اور سارے مباحثے کو پڑھ کر انسان اندازہ کرسکتا ہے کہ فتح (دین حق) کی ہوئی لیکن وہ یہی نعرہ لگاتا رہا اور اس بات پر اصرار کرتا رہا کہ عیسائیت جیت گئی۔ تو پھر آپ نے یہی فرمایا کہ دعا کے ذریعے سے فیصلہ ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ واضح نشان دکھائے۔ کافی لمبی باتیں کیں اس پر وہ بے ساختہ کہنے لگا، God has certainly shown a sign even today۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یقینی طور پر نشان دکھا دیا بلکہ آج بھی نشان دکھا دیا ہے۔ ملاقات کا بھی اُس نے ذکر کیا۔ اس کی تفصیل تو مَیں نے آصف صاحب کو کہا ہے کہ کسی وقت مضمون بنا کر لکھ دیں۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت آج انہی دشمنانِ (دین حق) کی اولادوں کے منہ سے اللہ تعالیٰ ظاہر فرما رہا ہے۔ اگر سمجھ نہیں آتی تو ان مُلّاؤں کو جو دین کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 9 دسمبر 2011ء بمقام بیت الفتوح لندن، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 30 دسمبر 2011ء تا 5 جنوری 2012ء)

مکرم آصف محمود باسط صاحب تحریر کرتے ہیں:

1893ء میں ہندوستان کے شہر امرتسر میں ایک تاریخ

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Mr. Jolyn Martyn Clark

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے حضور انور کے ساتھ (3 دسمبر 2011ء)

کرنل مانٹیگو ولیم ڈگلس پیلاطوس ثانی

ایک نیک نیت حاکم کا تذکرہ

حضرت مولانا جلال الدین شمس | M.W.Duoghlas

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں، کروڑوں افراد تک پہنچے گی، ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کیلئے اسی کو چنا۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 56)

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک

ساز مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ میں (دینِ حق) اور عیسائیت بالمقابل آئے اور اپنے اپنے ادیان کی حقانیت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری ہنری مارٹن کلارک نے مسلمانوں کو چیلنج دیا جس کے جواب میں کوئی لیڈر، کوئی انجمن ایسی نہ ملی جو (دینِ حق) کے دفاع کے لئے آگے آتی۔ بالآخر کاسرِ صلیب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی آگے بڑھے اور (دینِ حق) کے دفاع کا وہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا کہ عیسائی پادری بوکھلا گئے اور ان سے اپنی شکست کو دیکھ کر علاوہ ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کے کچھ بن نہ پڑی۔ اسی مباحثہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضورؑ نے انجام آتھم کی عظیم الشان پیشگوئی کا اعلان فرمایا جو صاحب ایمان لوگوں کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنی۔ اور مخالفین، کیا عیسائی اور کیا غیر احمدی، سب کے لئے خفت اور شرمندگی کا سامان ثابت ہوئی۔

اس خفت اور شرمندگی کو مٹانے کے لئے پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود پر اقدامِ قتل کا جھوٹا مقدمہ بھی چلایا جو ایک منصف مزاج جج نے گھڑی بھر میں مسترد کر دیا اور یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی باعزت بریت کا سامان فرمایا۔ اس واقعہ کو قریباً 110 برس کا عرصہ گزر گیا۔

ہنری مارٹن کلارک ماضی کے دھندلکوں میں کہیں کھو گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت آپ کے خلفاء کی رہنمائی میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی گئی۔ کچھ ماہ

> دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی بیوت الذکر، مشن ہاؤس، سکول، کالج، اسپتال اور جلسہ ہائے سالانہ کی شکل میں، ان کے لئے حیرت کا عجیب سامان تھا۔

قبل امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں ''جنگِ مقدس'' سے متعلق برطانیہ کے مختلف Archives میں موجود دستاویزات اور حقائق پر تحقیق کے کام کا آغاز کیا گیا۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مواد Church Mission Society, Oxford کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا اور بہت سا مواد برمنگھم یونیورسٹی کی لائبریری کے Special Collections سے حاصل ہوا۔ یونیورسٹی آف لندن کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز (SOAS) سے بھی مفید مواد حاصل ہوا۔

اس تمام تحقیق کے دوران ہنری مارٹن کلارک کے گھر، اس کی قبر اور اس کی اولاد کو بھی تلاش کیا گیا کہ ان ذرائع سے وابستہ ریکارڈ سے بھی بعض اوقات مفید معلومات حاصل ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ جب اس کی قبر ملی تو قبرستان کے ریکارڈ سے اس کے مکان کا پتہ معلوم ہوا اور یوں کڑی سے کڑی ملتی اس کی اولاد تک پہنچی۔ اس کے ایک پڑپوتے Mr Jolyn Martyn Clark یہیں شمالی انگلستان میں دریافت ہوئے۔ ان سے جب رابطہ کی صورت پیدا ہوئی تو انہیں یہ معلوم کر کے بہت حیرت ہوئی کہ کوئی شخص ان کے پڑدادا یعنی ہنری مارٹن کلارک میں آخر کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔ ان سے تعارف بڑھا تو ان پر یہ کھلا کہ ہماری جماعت کو ہنری مارٹن کلارک میں کیا دلچسپی ہے۔

موصوف ایک نہایت شریف النفس آدمی ہیں اور تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ جوں جوں ان سے تعارف بڑھا، انہیں جماعت میں دلچسپی پیدا ہوتی گئی۔ انہیں لندن آنے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے بخوشی قبول کی۔ جب

انہیں بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جانشینی خلافت کی شکل میں آج تک چل رہی ہے اور بے مثال کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے، تو انہیں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کریں۔

ان کی یہ خواہش حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی گئی جو حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت منظور فرمائی۔

> آج مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک کہیں ماضی میں کھوگیا ہے، جب کہ ان کے مدمقابل جو شخص تھا وہ دنیا بھر میں کامیاب ہے

یوں موصوف 3 دسمبر 2011ء کو حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کرنے لندن تشریف لائے۔ ان کی آمد پر انہیں پہلے طاہر ہاؤس، لندن میں واقع مخزن تصاویر کی نمائش دکھانے لے جایا گیا جہاں انہیں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اجمالی تعارف حاصل ہوا۔ دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی بیوت الذکر، مشن ہاؤس، سکول، کالج، اہسپتال اور جلسہ ہائے سالانہ کی شکل میں، ان کے لئے حیرت کا عجیب سامان تھا۔ یہ سب دیکھ کر انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو کہا کہ ہنری مارٹن کلارک اور باقی مشنریوں کا تو کوئی نام بھی نہیں جانتا، اور تمہاری جماعت کے بانی کا شروع کیا ہوا کام جس کی سب مخالفت کرتے تھے، کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے!

نمائش دیکھنے کے بعد وہ حضور انور کی خدمت اقدس میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔ اس نہایت ایمان افروز ملاقات کا آغاز سہ پہر ساڑھے تین بجے ہوا۔ دفتر میں داخل ہو کر شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے حضور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ حضور نے انہیں ملاقات کا وقت دیا۔ اس کے بعد حضور انور ازراہ شفقت ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے دوران گفتگو ان سے دریافت فرمایا کہ آپ اس مباحثہ کے بارہ میں کیا جانتے ہیں جو 'جنگ مقدس' کے نام سے ہوا تھا؟

اس پر انہوں نے بتایا کہ مَیں نے تو اس بارہ میں ابھی حال ہی میں تحقیق کی ہے، مگر آج مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک کہیں ماضی میں کھو گیا ہے، جب کہ ان کے مدمقابل جو شخص تھا وہ دنیا بھر میں کامیاب ہے۔ کہنے لگے کہ خود مجھے کچھ سال پہلے تک علم نہ تھا کہ میرے پڑدادا کون تھے۔ یہ تو ابھی کچھ سال قبل اتفاق سے میں اپنے اجداد کی تلاش کر رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک میرے پڑدادا ہیں۔

حضور انور سے ان کی یہ ملاقات نصف گھنٹہ کے قریب جاری رہی۔ آخر پر انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حضور کے ساتھ تصویر کھنچوانے کی درخواست کی جو حضور انور نے ازراہ شفقت منظور فرمائی اور یوں یہ لمحہ کہ جب ہنری مارٹن کلارک کا پڑپوتا حضور کی خدمت میں حاضر تھا، تاریخ میں محفوظ ہو گیا۔

حضور انور سے ملاقات کے بعد Mr. Jolyn Martyn Clark جب دفتر سے باہر نکلے تو ان کی ایک عجیب کیفیت تھی۔ پہلے تو نہایت جذباتی ہو کر خاموش رہے اور پھر کچھ دیر بعد اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگے۔ خاکسار ان کی گفتگو انہی کے الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے:

His Holiness is a very special Man. I have never seen someone like him in my life.

(حضور انور بہت ہی خاص آدمی ہیں۔ مَیں نے

ان جیسا اپنی زندگی میں نہیں دیکھا)

It is very difficult to be moved by something in my age because one thinks that he has seen the world quite closely, but I must say that I am deeply moved by meeting His Holiness.

(عمر کے جس حصہ میں مَیں ہوں، اس عمر میں کسی بات سے متاثر ہوجانا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ انسان سمجھتا ہے اس نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھ لیا ہے۔ مگر مَیں حضور سے مل کر بہت متاثر ہوا ہوں۔)

He is such a loving person that it is hard to explain. He is so special that he made me feel special.

(حضور اس قدر محبت کرنے والے ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ وہ اتنے خاص ہیں کہ انہوں نے مجھے بھی خاص ہونے کا احساس دلایا) پھر کہنے لگے کہ یہ اس قدر محبت کرنے والے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ جن کے یہ خلیفہ ہیں وہ کسی کو مرنے کی بددعائیں کس طرح دے سکتے ہیں (ان کا اشارہ پیشگوئی انجام آتھم کی طرف تھا)۔

خاکسار نے عرض کیا کہ اس پورے معاملے کو سمجھنا ضروری ہے۔ وہ ایک مباحثہ تھا جس میں عیسائیوں کی شکست واضح طور پر سامنے آگئی تھی۔ اس پر بھی وہ مصر تھے کہ وہ جیت گئے اور (دینِ حق) کی شکست ہوئی۔ اس پر بانیٔ جماعت نے فرمایا کہ ایسا ہے تو پھر خدا خود کوئی نشان دکھائے گا۔ یہ سن کر کہنے لگے:

God has certainly shown a sign even today because I am stuttering ever since I have met His Holiness.

(خدا نے آج بھی نشان دکھایا ہے کہ مَیں جب سے حضور سے ملا ہوں، میری حالت یہ ہے کہ میری زبان میرا ساتھ نہیں دے رہی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ کی شفقت اور بندہ پروری ہے کہ خاکسار کو اس تحقیق میں حقیری کوشش کرنے اور پھر اس ملاقات کے موقعہ پر موجود ہونے کا موقعہ ملا۔ اس ملاقات کا مشاہدہ کرنا ایک نہایت ایمان افروز تجربہ تھا۔ کہاں ہنری مارٹن کلارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تکالیف پہنچانے اور ہر ممکن طریق سے آپ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش میں ہمہ وقت سرگرم تھا اور کہاں اس کی اولاد خود چل کر آپ کے خلیفہ کے پاس آتی ہے، حضور سے فیض پاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس نور کو آشکار کرتا ہے جو وہ اپنے خاص فضل سے اپنے فرستادوں کو عطا فرماتا ہے۔ الحمدللہ رب العالمین۔

احمدی دُعا کی طرف بھی خاص طور پر متوجہ رہیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’احمدی دُعا کی طرف بھی خاص طور پر متوجہ رہیں اور دنیاوی طور پر بھی سمجھاتے رہیں۔ یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہر ...... ملک کو ہوشمند، انصاف پسند اور خدا کا خوف رکھنے والی لیڈر شپ عطا فرمائے۔ ابھی تک تو جہاں بھی کسی قسم کی بے چینی ہے یا فی الحال بظاہر سکون ہے، جو بھی حکمران ہیں ہمیں اُن کے اپنے ہی مفادات نظر آتے ہیں اور جو حکمران بننے والے نظر آرہے ہیں وہ بھی ویسے ہی نظر آرہے ہیں جو اپنے مفادات رکھنے والے ہیں۔ چہرے بدل جاتے ہیں لیکن طور طریق وہی رہتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 25 فروری 2011 بمقام بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

معیاری مقالہ نگاری

(مکرم مظفر احمد چوہدری صاحب۔ ربوہ)

ہمارے ہاں ایم اے تک بھی طلبا کو علمی تحقیق نگاری کے فن سے واقف نہیں کرایا جاتا جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں طلبا کو یہ مشق ابتدائی تعلیم کے زمانے سے ہی شروع کرا دی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمارے نوآموز محققین کو بین الاقوامی علمی تحقیقی جرائد کے لئے تحقیقی مضامین لکھنے کے لئے اپنے طور پر یہ قابلیت پیدا کرنی پڑتی ہے۔ آجکل ایک محقق ان بین الاقوامی طور پر رائج طریقوں کے بارے میں انٹرنیٹ سے استفادہ کر کے مکمل اور مستند علومات حاصل کر سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ طرز تحقیق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ علومات فراہم کی جائیں۔

یہ طے ہے کہ جب تک یہ کھوئی ہوئی میراث یعنی علم تحقیق نویسی جو آداب بحث و مناظرہ و مجادلہ کے نام سے قرون اولیٰ میں علمی و سائنسی ترقی کے لئے اختراع کیا گیا تھا اور جسے مغرب نے مزید ترقی دے کر عظیم الشان فوائد حاصل کئے ہیں دوبارہ ہمارے Humanities اور سوشل سائنسز کے طلباء و محققین کے رگ و ریشہ میں سرائیت نہیں کرتا اور وہ منطقی سوچ اور منطقی استدلال اور منطقی تحریر کے عادی نہیں ہوتے تو ان کی تحقیقی کاوشوں کا ثمر دوسرے ہضم کرتے رہیں گے۔ افسوس کا مقام ہے کہ غیر ملکی ادارے ہمارے طلباء اور اساتذہ سے تحقیق کے لئے جزوی کام تو لیتے ہیں لیکن انہیں اپنے وسیع تر تحقیقی پراجیکٹس کا حصہ نہیں بننے دیتے۔ اس کی ایک بڑی واضح مثال آرکیالوجی کے حوالے سے امریکی ماہرین کی دنیا بھر میں موسمی تغیرات اور تہذیبی انحطاط و انہدام میں باہمی ربط کی عالمگیر تلاش ہے۔ تانبے کے دور کی تہذیبوں کے حوالے سے ہڑپہ کی تہذیب پر ہمارے محققین سے بہت کام لیا گیا ہے لیکن پی ایچ ڈی کی سطح پر بھی اکثر محققین کو ادراک نہیں کہ اس کام کو باقی تہذیبوں کے مجموعی تناظر میں کس طرح دیکھا اور سمجھا جا رہا ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ 1950 کے بعد سے امریکی علم آثار قدیمہ میں کیا کیا تبدیلیاں لے کر آئے ہیں۔ اسی طرح برطانوی ماہرین نے حجری دور (Stone Age) کے حوالے سے ہمارے طلبا اور اساتذہ سے بہت کام لیا لیکن یہ کام ثانوی طرز کا تھا۔

> **جب تک یہ کھوئی ہوئی میراث دوبارہ ہمارے طلباء و محققین کے رگ و ریشہ میں سرائیت نہیں کرتی اور وہ منطقی سوچ، استدلال اور منطقی تحریر کے عادی نہیں ہوتے تو ان کی تحقیقی کاوشوں کا ثمر دوسرے ہضم کرتے رہیں گے۔**

تحقیقی مضمون لکھنے کی وجوہات

ایک پوسٹ گریجویٹ یا محقق کا مقصد ایک ریسرچ آرٹیکل لکھنے سے یہ ہوتا ہے کہ وہ حقائق کے نئے پہلو سامنے لائے اور بطور محقق اس کی ایک شناخت بنے تاکہ اس کے علمی وقار، ساکھ اور Credentials میں اضافہ ہو۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ علم میں اس کے بطور ایک ماہر کے تسلیم کئے جانے کے امکانات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور علم میں ترقی کا سفر بھی جاری رہتا ہے۔ ایک محقق کے اپنی تحقیق کو ضابطہ تحریر میں لانے کے محرکات عام طور پر اس پر اپنی تحقیق کی اشاعت کے لئے دباؤ، مارکیٹ کی ضرورت اور فنڈنگ کا حصول وغیرہ جیسے اہم عوامل ہیں تاہم تحقیق کے میدان میں اپنا حصہ ڈالنے کی خواہش، علم کو آگے بڑھانا نیز پیشہ ورانہ اور اخلاقی وجوہات

بھی ہیں جو تقاضا کرتی ہیں کہ تحقیق کو سامنے لایا جائے۔ غالباً سب سے بڑا محرک اپنی دریافتوں اور افکار کو دوسروں تک پہنچانا اور ان کو بھی اس ''مزید جاننے'' کے عمل میں شریک کرنا ہے۔ تاہم ایک احتیاط لازم ہے۔ وہ یہ کہ اگر آپ کی تحقیق ابھی تشنۂ تکمیل ہے تو اسے قبل از وقت منظرِ عام پر لانا مناسب نہیں۔

علمی تحقیق کی اشاعت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے John Corbett لکھتے ہیں:۔

''عالمانہ مضامین علمی حلقوں کی قدر مشترک ہیں۔ جامعات سے وابستہ محققین، چاہے سائنسدان ہوں یا آرٹس اور علوم انسانیہ کے لیکچرار، اپنی کسی بھی دوسری علمی سرگرمی سے زیادہ اپنے شائع شدہ مواد اور بطور خاص ان اشاعتوں سے جو معیار کی خوب جانچ پرکھ والے جرائد میں شائع ہوئی ہوں پرکھے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سرکار محقق کا بنیادی کام علم کی تخلیق اور اس کا انتشار ہے۔ اور ایک علمی مضمون خالص اور اصل علم کے پھیلاؤ کا بنیادی ذریعہ ہے۔''[1]

تحقیق کی اشاعت کیوں ضروری ہے

Graham Connah ایک کہنہ مشق ماہر آثار قدیمہ ہیں جو گزشتہ پچاس برس سے اثریات (Archaeology) پر لکھ رہے ہیں اور اس موضوع پر ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں، لکھتے ہیں:

وہ بات خوب زور دیتا ہے کہ جو تحقیق دوسروں کے استفادے کے لئے مہیا نہ ہو وہ دراصل وجود ہی نہیں رکھتی۔ اگر آپ اسے لکھتے نہیں تو پھر اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ یہ نکتہ نظر بھی درست ہے کہ جو آپ رپورٹ کرتے اور شائع کرتے ہیں بس اسی کا وجود ہے۔ ماس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ اشاعت پیشہ ور ماہرین آثار قدیمہ کی کیریئر بلڈنگ کے لئے ایک لازمی عنصر بن چکی ہے۔ بطور خاص ان کے لئے جو اکیڈیمک سیکٹر میں کام کر رہے ہیں۔

علم آثار قدیمہ کے بارے میں لکھنا ایک ماہر آثار قدیمہ کے کام کا ناگزیر اور مرکزی حصہ ہے۔ Anthony Sinclair نے اسے یوں بیان کیا ہے کہ ''ماہرین بشریات کی طرح ہی ماہرین آثار قدیمہ بھی لکھتے ہیں، یعنی ہم بھی اپنا مضمون تخلیق کرتے ہیں'' اور کامیابی سے ایسا کرنے کے لئے ہمارے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ ہم اس اثریاتی مواد کو سمجھنے، اسے پیش کرنے، اس کا تجزیہ کرنے اور اس کی وضاحت ترتیب کے ساتھ کرنے کے قابل ہوں۔ بلکہ ہمیں لازماً یہ بھی سیکھنا پڑے گا کہ ہم نے لکھنا کس طرح ہے: خاص طور پر ہمیں یہ سیکھنا لازمی ہے کہ ہم نے آثار قدیمہ کے بارے میں کیسے لکھنا ہے...۔[2]

ماہرین تاریخ کے برخلاف جن کا کام ریکارڈ شدہ ماضی کی وضاحت کیلئے تحریری دستاویزات یا زبانی روایات کو متن کی شکل میں لانا ہوتا ہے، ماہرین آثار قدیمہ نے مادی شہادت کو جو اشیاء اور ان کے Contexts پر مشتمل ہوتی ہے تحریر میں ڈھالنا ہوتا ہے۔ (اگرچہ بعد کے ادوار کے بارے میں ایسی شہادت کے ساتھ دستاویزی ذرائع بھی میسر آجاتے ہیں)۔ مزید یہ کہ، سوائے اس کے کہ بہت زیادہ متخصصانہ اور تکنیکی تحریر لکھنا مقصود ہو، یہ مادی شہادت لازماً اس طرح تحریر کی جانی چاہئے کہ یہ ماضی کے لوگوں کے بارے میں معلومات فراہم کرے اور حال کے لوگوں کے لئے بھی متعلق اور معنی خیز ہو۔ لکھنے کو سخت باقاعدگی کے ساتھ بطور ایک عادت کے اپنانا پڑے گا۔ زیادہ سے زیادہ ممکنہ اصناف تحقیق نویسی میں بار بار لکھنے کی مشق کی کوشش، ایک وقت آئے گا کہ اکثر لوگوں کے لئے اس کام کو آسان بنا دے گی اور امید ہے کہ اس مشق سے پیشکش کا معیار بہتر ہوگا۔ ہمیں ایسی تحریر کے بارے میں ایک بامقصد ناقدانہ طرز فکر اپنانا پڑے گا۔ اور اسے اس طرح پڑھنا پڑے گا جس طرح ہم کسی اور کی لکھی ہوئی تحریر کو پڑھتے ہیں۔ تاہم ضروری ہے کہ بہت

زیادہ تنقید بھی نہ کی جائے... اثریاتی تحریر کا مقصد اپنی تحقیق و تفتیش کے نتائج کو وسیع پیمانے پر مہیا کرنا ہے، بنیادی طور پر دوسرے اثریاتی ماہرین آثار قدیمہ اور متعلقہ علوم کے سکالرز کے لئے لیکن ساتھ کے ساتھ معاشرے یا اس کے ایک مخصوص حصے کے لئے بھی۔ لہٰذا علم آثار قدیمہ پر لکھنے والے مصنف کو اس طرز تصنیف کو ذہن میں رکھنا ہے جس میں بالآخر اس کی تحریر سامنے آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آرکیالوجیکل تحریر نویسی کے فن کو پیش نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اشاعت و تصنیف کے مراحل اور اس کی مختلف اصناف کو بھی خاص توجہ دی جائے۔

مضامین کے لحاظ سے نوعیتِ تحقیق میں فرق

آرکیالوجی میں اپنی تحقیق کو تحریری شکل میں لاتے وقت آپ کو مادی شہادت کو پیش کر کے اس کی تشریح کرنی ہوتی ہے۔ اور یہ آپ کے پاس موجود تحقیقی مواد کی مقدار، اصل سائٹ اور اس کے مصنوعات (Artifacts) تک آپ کی رسائی اور آپ کی دلچسپی اور موضوع کو سمجھنے کی صلاحیت اور اس پر عبور سے وابستہ ہے۔ جبکہ علم تاریخ کا تحقیقی مضمون لکھتے وقت سب سے مشکل کام حقائق کو شہادت میں اور شہادت کو دلیل (Argument) میں ڈھالنے کا ہوتا ہے۔ یعنی حقائق کو تشریحی عمل کے ذریعے Patterns of Evidence میں ڈھالنا اور پھر اس سے دلیل اخذ کرنا۔ (3)

موازنہ مذاہب کے تحقیقی مضمون میں آپ کو بالعموم تاریخ، آرکیالوجی لٹریچر اور قدیم زبانوں میں تحریر، صحائف، کتب اور کتبات سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ Dartmouth یونیورسٹی کی ہدایات برائے تحقیقی مضمون برائے موازنہ مذاہب میں ایک اچھا تحقیقی مضمون وہ قرار دیا گیا ہے جو مذاہب کے مابین فرقوں یا فرقوں کے مابین اختلافات یا ہم آہنگی کا جائزہ اور تجزیہ پیش کرے۔ نیز یہ کہ یہ فرق، اختلافات اور ہم آہنگیاں کیوں پائی جاتی ہیں یا پھر کسی ایک مذہب یا فرقے میں کیوں نہیں پائی جاتیں۔ موازنہ مذاہب کے تحقیقی مضامین کی ہی ایک قسم تفسیر (Exegesis) ہے۔ اس میں کسی مقدس متن کی کسی ایک تشریح کا دفاع کیا جاتا ہے۔ یا پھر اپنا کوئی نیا مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی تحقیق نگاری کیلئے قدیم و جدید مذہبی زبانوں پر عبور، دیگر تفاسیر و تشریحات کا وسیع مطالعہ اور زیر نظر فقرے یا متن کے تاریخی تناظر پر گہری نظر ہونی چاہئے۔ نیز دیگر تفاسیر بھی درج کر کے اپنی یا اپنے ممدوح کی تفسیر و تشریح کا بہتر ہونا ثابت کرنا چاہئے۔ محقق کا مقصد مذہبی مقدس متون کی تفہیم و تجزیہ میں وسعت پیدا کرنا قرار دیا گیا ہے اور الہامی کلام ہونے کے دعویدار متون کے تجزیہ اور تنقید کیلئے غیر مذہبی علوم مثلاً Humanities اور Social Sciences نیز بشریات یعنی Anthropology کی تکنیکوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایک زیادہ اچھا طریق الہامی ہونے کے دعویدار کلام کی داخلی شہادت کا موازنہ ایسے دیگر کلاموں کی داخلی شہادت کے ساتھ کرنا بھی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ موازنہ مذاہب کی تحقیقات سے چونکہ بہت سے گروہوں کے سیاسی اور مذہبی مفادات وابستہ ہوتے ہیں لہٰذا ابتداء سے ہی محقق کو secular tools کو بروئے کار لانا اور Academic Conventions یعنی علمی اتفاق رائے کے تحت رہنا سکھایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ علمی اتفاق رائے بالعموم نیک نیتی سے لاگو کئے جاتے ہیں لیکن کئی ایک ایسے بھی ہیں جو دراصل تخت متعصبانہ سوچ پر مبنی ایسی روکیں ہیں جو نوآموز اور کہنہ مشق ہر دو پر اس طرح مسلط کر دی گئی ہیں کہ اگر وہ ان سے اختلاف کی جرأت کرے تو علمی حلقوں میں مخصوص مفادات کے حامل گروہوں کو ان کے خلاف اکسا کر ان کی علمی ناکہ بندی کر دی جاتی ہے۔ علمی اتفاق رائے کیا ہے۔ اور اس کے غلط استعمال کے کیا مضمرات ہوتے ہیں اس پر الگ سے ایک نوٹ اس میں شامل ہے۔

تحقیق کی ایک تعریف یوں کی گئی ہے:

Research is a systematic process of investigation, the general purpose of which is to contribute to the body of knowledge that shapes and guides academic and/or practice disciplines. ❹

ترجمہ: تحقیق، تفتیش کا ایک منظم عمل ہے جس کا عمومی مقصد اس علم کے مجموعی حجم میں اضافہ کرنا ہے جو علمی یا مشقی شعبہ ہائے علم کی شکل وضع کرتا اور انکی راہنمائی کرتا ہے۔

Anne Pyburn انڈیانا یونیورسٹی کی پراجیکٹ ڈائریکٹر لکھتی ہیں:

Try to find the CORE of the study: what are the central research questions, how are these addressed methodologically, what did the researchers find (the results), and how did they interpret the results in terms of the original questions?❺

ترجمہ: امر زیرِ مطالعہ کی جڑ تک پہنچنے کی کوشش کریں بنیادی تحقیقی سوالات کیا ہیں اور ان کا جواب ایک مخصوص تحقیقی طریق کار اختیار کر کے کس طرح دیا جا سکتا ہے، یعنی یہ کہ محققین نے کیا پایا (یعنی نتائج)، اور کس طرح انہوں نے ان نتائج کی تحقیقی سوالات کے تناظر میں تشریح کی؟

جبکہ ایک اور محقق کی رائے میں ''ایک تحقیقی رسالہ یا تجزیاتی یا توضیحی مضمون اپنی ترتیب، وضاحت، منطق اور اصولِ شہادت کے ساتھ ساتھ تخیل اور خالص فکر کی موجودگی کی بنیاد پر جانچا جاتا ہے۔''

ایک مذہبی، تاریخی یا اثریاتی تحقیقی مضمون کسی تاریخی یا اثریاتی مسئلے کا ایک نئے رخ سے تجزیاتی یا استدلالی مطالعہ ہوتا ہے جو قاری کو ماضی کے بارے میں دریافت شدہ حقائق پر محقق کے نئے کام سے آگاہ کرتا ہے۔ آپ دو طرح سے یہ آرٹیکل لکھ سکتے ہیں۔ یا تو تجزیاتی (Analytical) انداز میں یعنی کوئی بھی مفروضہ قائم کئے بغیر ایک مسئلے کا جائزہ لیں اور جس بھی نتیجے پر پہنچیں اسے بیان کر دیں۔ دوسری طرز یہ ہے کہ ایک مفروضہ قائم کر کے پھر اس کے حق میں اور مخالفت میں دلائل اور شہادتوں سے کسی نتیجے پر پہنچیں۔ یہ مباحثانہ اور استدلالی (Argumentative) طرز کا ریسرچ آرٹیکل ہوتا ہے۔ Humanities میں زیادہ تر اسی طرز کو اپنایا گیا ہے۔ البتہ جہاں ماہرین آثار قدیمہ اعداد و شمار کی زبان میں کسی سائٹ کے مجموعے کی مجموعی یا جزوی شہادت کا تجزیہ چاہتے ہیں تو وہ تجزیاتی انداز اپناتے ہیں۔ مباحثانہ اور استدلالی طرز کا تحقیقی مضمون تحریر کرنا ایک مشکل کام ہے۔ اس میں آپ کو اپنے مفروضے یا نظریے کے حق میں دلائل سے یقین دلانا پڑتا ہے۔ اور اس عمل میں بہت سے لوگ آپ کی بات کو درست تسلیم نہیں بھی کرتے۔ لیکن اس میں گھبرانے کا سوال نہیں کیونکہ اگر مضبوط دلائل اور شہادتیں آپ کے ساتھ ہیں تو آپ ہی حق پر ہیں۔

ریسرچ پیپر کی ایک قسم Descriptive Research Paper کہلاتی ہے۔ اس میں حسیات کو اجاگر کرنا، تخیل کا عنصر اور زبان و بیان کی چستی اور شدت کسی واقعے، فن پارے یا شخصیت کے بارے میں بہت زیادہ کارفرما ہوتی ہے۔ مقصد قاری کے جذبات و احساسات کو بیدار کر کے اسے گویا اس واقعے یا شخص یا فن پارے کے ساتھ اس طرح لا کھڑا کرنا ہوتا ہے گویا کہ وہ اسے خود محسوس کر رہا ہے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک نفیس اور اعلیٰ تحقیقی مضمون ایک واضح استدلال نفسِ مضمون (Thesis) اور تشریح کا حامل

ہوتا ہے۔اس میں متبادل آرا، تشریحات اور وضاحتوں کا بیان ہوتا ہے۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ کیوں مضمون نگار کی تشریح کو دیگر تشریحات پر ترجیح دی جانی چاہیے اور متبادل آرا، کیوں محلِ نظر نہیں۔ اور جس وضاحت کو

ایک تھیس اور اعلیٰ تحقیقی مضمون ایک واضح استدلال، نفسِ مضمون (Thesis) اور تشریح کا حامل ہوتا ہے۔اس میں متبادل آرا، تشریحات اور وضاحتوں کا بیان ہوتا ہے۔

محقق نے ترجیح دی ہے اس کی حدود (Limitations) کے ادراک کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ عالمانہ تحریرات کا امتیازی وصف بڑی تعداد میں گزشتہ وحالیہ لٹریچر کے مستند حوالہ جات دینا ہوتا ہے۔ اس سے محقق کی موضوع پر علمی گرفت سامنے آتی ہے۔اس کے اپنے کام کی الگ سے نشاندہی ممکن ہو جاتی ہے اور دیگر محقق بھی ان حوالہ جات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

تحقیقی مضمون کے ادبی اوصاف

معیاری تحریر نگاری کے بالعموم وہی اصول ہیں جو مسلمان محققین نے صدیوں قبل مرتب کئے ۔ آج ان کو مغرب کے Research Writing manuals میں شامل کر لیا گیا ہے۔ عالمانہ تحریر باحوالہ ہوتی ہے،اس میں املا،اور قواعد کی غلطیاں کم سے کم ہوتی ہیں۔مناسب ذخیرہ الفاظ اور درست تکنیکی اصطلاحات کا برمحل استعمال ہوتا ہے۔تحریر معین اور چست ہوتی ہے۔الفاظ کا چناؤ اور بیانات احتیاط سے پُر ہوتا ہے۔ وسیع تر عمومی اطلاق سے گریز کیا جاتا ہے۔ دوٹوک الفاظ کا استعمال بہت ہی محدود اور محتاط طور پر ہوتا ہے۔ بیانات میں ہم آہنگی ہوتی ہے۔ اگر مضمون کا مقصد کسی ایک نظریے کی حمایت نہ ہو تو پھر متبادل اور مخالف نکتہ ہائے نظر بھی درج کئے جاتے ہیں۔عبارت طنز سے پاک ہوتی ہے۔ رکیک جملے نہیں کہے جاتے۔ اشیاء کے عام یا کاروباری ناموں کی بجائے اصطلاحی نام دیئے جاتے ہیں ۔ اچھا تحقیقی مضمون وہ ہے جو بہت عمدگی سے تحریر کیا جائے۔ترتیب عمدہ ہو اور زیرِ بحث

تحریر نگاری کے بالعموم وہی اصول ہیں جو مسلمان محققین نے صدیوں قبل مرتب کئے اور آج ان کو مغرب کے Research Writing Manuals میں شامل کر لیا گیا ہے

علمی مسئلے کو نہایت عمدگی سے بیان کرے۔ قاری کو قائل کرے کہ کیوں واقعی یہ ایک اہم حل طلب مسئلہ ہے۔ پختہ اور آزاد طرزِ فکر کا عکاس ہو۔ تحقیق میں سُقم نہ ہو۔نظریاتی طور پر قابلِ فہم ہو۔اور محقق کے نظریہ سے مکمل واقفیت کا پتہ دے۔ ہر ایک پہلو سے مکمل اور قائل کرنے والا تجزیہ پیش کرے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مضمون کے شائع ہونے سے متعلقہ علمی میدان میں نئی روشنی اور حرکت کے آثار پیدا ہو جائیں۔ایسا تحقیقی مضمون شفافیت اور ادبی مہارت کا اعلیٰ نمونہ ہوتا ہے۔ جبکہ ایک ناقص تحقیقی مضمون میں استدلال کمزور، غیر متواتر، باہمی تضاد کا شکار اور غلط ہوتا ہے۔ تجزیہ بھی درست نہیں ہوتا۔ وہ کنفیوژن اور باہمی تضاد کا شکار ہوتا ہے۔ معتقد بے محل یا غلط ہوتا ہے اور نظریہ پیدا رو جسے صحیح طریق سے ہینڈل بھی نہیں کیا گیا ہوتا۔تشریحات غیر ناپیدا فتہ اور مبالغہ آمیز ہوتی ہیں۔

ناقدانہ طرزِ فکر و طرزِ تحریر (Critical Wriitng & Critical Thinking)

ناقدانہ طرزِ فکر کی ایک تعریف یوں کی گئی ہے:

The intellectually disciplined process of actively and skillfully conceptualising, applying, analysing, synthesising and/or evaluating information gathered from, or generalised by, observation, experience, reflection, reasoning or communication, as a

guide to belief or action or argument "[6]

ترجمہ: ایک مربوط ذہنی عمل کے ذریعے کسی امر کا یقین حاصل کرنے یا عمل کرنے (یا زیر بحث لانے) کیلئے ماہرانہ اور با استعداد طریقے سے مشاہدے، تجربے، تاثر، مباحثے یا رابطے کے نتیجے میں حاصل کردہ معلومات کو احاطہ خیال میں لانا، منطبق کرنا، ان کا تجزیہ کرنا، انہیں مرتب کرنا اور انہیں جانچنا۔

ہم اکثر یہ اس لئے نہیں کر پاتے کہ ہمارا ذہن عموماً ادھورے حقائق سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ ناقدانہ سوچ سے یہ کمی دور ہو کر ناقدانہ مطالعہ کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

درک اور وسعت مطالعہ

(Insight and in-depth knowledge of the subject and Its Vast Study)

درک کے بغیر تحقیق ممکن ہی نہیں۔ اگر آپ سطح آب پر ہی رہیں گے تو سمندر کے اندر کی دنیا کا اندازہ نہیں ہو سکے گا۔ جب آپ زیر آب غوطہ لگائیں گے تو حقائق کے موتی تلاش کر کے لائیں گے۔ درک حاصل کرنے کا یہ سفر بہت ہی کم بغیر کسی ماہر فن کے زیر تربیت رہنے کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جب لکڑی یا لوہے کا کام بغیر استاد کے نہیں آ سکتا تو کسی علمی مضمون میں کمال الا ما شاء اللہ بغیر معقول تعلیم کے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسی مقصد کے لئے اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم ہیں۔ درک کے ساتھ وسعت مطالعہ محقق کے لئے ایک بہت اہم چیز ہے۔ یہ دونوں مل کر آپ کو متعلقہ علم میں حل طلب سوالات کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور تحقیق نام ہی حل طلب سوالات کو ناقدانہ طریق پر حل کرنے کا ہے۔

جدّت:(Originality)

ایک کھری اور نئی تحقیقی کاوش سے مراد ایسا کام ہے جو اس سے قبل نہ ہوا ہو۔ اسی لئے یہ قابل اشاعت قرار پاتا ہے کیونکہ یہ علمی پیش رفت کا باعث ہوتا ہے اور لوگوں کے اس معاملے میں طرز فکر میں تبدیلی لاتا ہے۔ آپ کی یہ تحقیقی کاوش آپ کے تحقیقی مضمون میں اٹھائے گئے مسئلے، نظریے، ماخذوں، طریق تحقیق، تجزیے اور تشریح میں جھلکتی ہے۔ ایسی تحقیق بسا اوقات اپنے وقت سے پہلے سامنے آ جاتی ہے اور لوگ اسے اس وقت سمجھ نہیں پاتے لیکن کچھ سالوں بعد ہی اس کی افادیت آشکار ہو جاتی ہے۔

(جاری ہے)

---

[1] Daniel. P. J. Soule, Lucy Whitely, and Shone McIntosh .Writing for Scholarly Journals Publishing in the Arts, Humanities and Social Sciences.E sharp 2007. University Gardens, http://www.sharp.arts.gla.ac.uk/. P. 24

[2] Graham Connah. Writing about Archaeology. Cambridge University Press. 2010. Pp.2-4

[3] Writing the Historical Paper (from Internet)

[4] Powers and Knapp 1995: p148

[5] http://indiana.edu/~arch/saa/matrix/amtp/amtp_paper1.html

[6] Susan Frankel , Nina McHale. Writing the research paper. 2002. Pp.2,22

14ویں سالانہ آل پاکستان سپورٹس ریلی 24 تا 26 فروری 2012ء

مجلس انصاراللہ پاکستان

(رپورٹ مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی)

مجلس انصاراللہ پاکستان کی چودھویں آل پاکستان تین روزہ سالانہ سپورٹس ریلی نہایت کامیابی سے جاری رہنے کے بعد 26 فروری کو اختتام پذیر ہوئی ۔گزشتہ سال سپورٹس ریلی میں 26 اضلاع میں سے 114 انصار بھائیوں نے شرکت کی تھی جب کہ امسال محض خدا تعالیٰ کے فضل سے 9 علاقہ جات کے 35 اضلاع سے 329 انصار نے شمولیت کی توفیق پائی۔

23 فروری سے مہمانوں کی آمد کے ساتھ ہی رجسٹریشن کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 24 فروری بروز جمعہ 10 بجے سے 12 بجے تک Draws ڈالے گئے اور سہ پہر 2:30 پر محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی زیر صدارت افتتاحی تقریب منعقد ہوئی ۔گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ریلی کے باقاعدہ افتتاح کا اعلان سال گزشتہ کے بہترین کھلاڑی مکرم تحسین احمد خان صاحب آف علاقہ لاہور نے کیا۔

صدر محترم نے دعا سے قبل سپورٹس ریلی کا مقصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم صحت اور ہمت کے ساتھ اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کر سکیں ۔آپ نے آنحضرت ﷺ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سیرت کی روشنی میں ورزش اور سیر کی افادیت بیان کرتے ہوئے حضورؑ کی باقاعدہ سیر کے معمولات بتا کر انصار کو پیدل چلنے اور سیر کی تحریک کی ۔افتتاح کے فوراً بعد مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب کے موقع پر محترم صدر صاحب مجلس نے پیدل چلنا صف اوّل و صف دوم کے مقابلے کروانے کی بھی ہدایت فرمائی۔

امسال کل 9 مختلف کھیلوں کے مقابلہ جات ہوئے ۔ان تین دنوں میں کل 330 میچز کروائے گئے جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور انصار کھلاڑیوں کے خصوصی تعاون سے ممکن ہوئے۔ ہر سال انصار کے جوش و جذبہ اور کھیل میں مہارت کو دیکھ کر دل خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو جاتا ہے۔ آفرین ہے ان انصار بھائیوں پر جنہوں نے میچز کے دوران انتظامیہ کے فیصلوں پر بشاشت سے عمل کر کے اطاعت کا شاندار نمونہ پیش فرمایا ۔اور صرف ہار جیت ہی مدنظر نہیں رکھی بلکہ اصل مقصود اطاعت نظام اور رضائے الٰہی کو ہر حال میں مقدم رکھا۔

سپورٹس ریلی میں منعقد ہونے والے مقابلہ جات

مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف اوّل میں اوّل: مکرم طارق حبیب صاحب علاقہ لاہور، دوم: مکرم شیخ کریم الدین صاحب علاقہ ملتان، حوصلہ افزائی: مکرم مشہود احمد صاحب علاقہ گوجرانوالہ قرار پائے۔

مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف اوّل میں اول: مکرم طارق حبیب صاحب + مکرم تحسین احمد صاحب علاقہ لاہور، دوم: مکرم رضی اللہ بٹ صاحب + مکرم شکیل احمد قریشی صاحب علاقہ ربوہ، حوصلہ افزائی: مکرم خواجہ محمد اسلام صاحب علاقہ گوجرانوالہ، مکرم تبسم مقصود صاحب علاقہ ربوہ قرار پائے۔

مقابلہ بیڈمنٹن سنگل صف دوم میں اوّل: مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب علاقہ فیصل آباد، دوم: مکرم رانا خالد محمود احمد صاحب علاقہ ربوہ، حوصلہ افزائی: مکرم کرنل وقار احمد صاحب علاقہ لاہور قرار پائے۔

مقابلہ بیڈمنٹن ڈبل صف دوم میں اوّل: مکرم محمود احمد خان

صاحب + مکرم مظفر احمد قمر صاحب، دوم: مکرم رانا خالد محمود صاحب + مکرم عبدالباسط صاحب،
حوصلہ افزائی: مکرم نعمان عادل صاحب علاقہ لاہور قرار پائے۔

مقابلہ ٹیبل ٹینس سنگل صف اوّل میں اول: مکرم تحسین احمد صاحب علاقہ لاہور، دوم: مکرم محمد انور صابر صاحب علاقہ کراچی، حوصلہ افزائی: مکرم راجہ رشید احمد صاحب علاقہ کراچی قرار پائے۔

مقابلہ ٹیبل ٹینس ڈبل صف اوّل میں اوّل: مکرم ماجد احمد خان صاحب + مکرم محمد الیاس صاحب علاقہ لاہور، دوم: مکرم انور صابر صاحب + مکرم راجہ سعید احمد صاحب علاقہ کراچی قرار پائے۔

مقابلہ ٹیبل ٹینس سنگل صف دوم میں اوّل: مکرم مرزا محمود احمد صاحب علاقہ لاہور، دوم: مکرم بشیر نیر صاحب علاقہ گوجرانوالہ، حوصلہ افزائی: مکرم حلیم احمد صاحب علاقہ راولپنڈی قرار پائے۔

مقابلہ ٹیبل ٹینس ڈبل صف دوم میں اوّل: مکرم مبشر محمود صاحب + مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب علاقہ ربوہ، دوم: مکرم قمر منیر صاحب + مکرم جمال احسن قریشی صاحب علاقہ ربوہ، حوصلہ افزائی: مکرم منور احمد صاحب + مکرم مجیب احمد صاحب علاقہ سرگودھا قرار پائے۔

مقابلہ کلائی پکڑنا صف اوّل میں اوّل: مکرم محمد اختر صاحب علاقہ ربوہ، دوم: مکرم محمد انور صاحب علاقہ سندھ قرار پائے۔

مقابلہ کلائی پکڑنا صف دوم میں اوّل: مکرم غلام سرور صاحب **علاقہ ربوہ، دوم:** مکرم قریشی اخلاق احمد صاحب علاقہ ربوہ، **حوصلہ افزائی:** مکرم عبدالغفار ڈار صاحب علاقہ لاہور قرار پائے۔

مقابلہ پیدل چلنا صف اوّل میں اوّل: مکرم مقبول احمد باجوہ صاحب علاقہ گوجرانوالہ، دوم: مکرم لیاقت علی صاحب علاقہ فیصل آباد، حوصلہ افزائی:
مکرم عبدالغفور خاں صاحب علاقہ ربوہ، خصوصی انعام: مکرم مبشر احمد صاحب علاقہ فیصل آباد قرار پائے۔

مقابلہ پیدل چلنا صف دوم میں اوّل: مکرم ظفر اقبال صاحب علاقہ فیصل آباد، دوم: مکرم شہباز احمد صاحب علاقہ گوجرانوالہ، حوصلہ افزائی: مکرم محمد انور صاحب علاقہ ملتان قرار پائے۔

مقابلہ سیر و مشاہدہ میں اوّل: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب علاقہ ربوہ، دوم: مکرم منصور احمد بھنڈر صاحب علاقہ لاہور، حوصلہ افزائی: مکرم محمد سہیل صاحب علاقہ گوجرانوالہ قرار پائے۔

مقابلہ مشاہدہ و معائنہ میں اوّل: مکرم رفیع احمد طاہر صاحب علاقہ فیصل آباد، دوم: مکرم محمد قدرت اللہ محمود چیمہ صاحب علاقہ ربوہ، حوصلہ افزائی: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب علاقہ ربوہ قرار پائے۔

مقابلہ سائیکل ریس میں اوّل: مکرم محمد علی نسیم صاحب علاقہ ربوہ، دوم: مکرم نثار احمد صاحب علاقہ ربوہ قرار پائے۔ حوصلہ افزائی: مکرم مقصود احمد صاحب علاقہ فیصل آباد قرار پائے۔

مقابلہ والی بال میں اوّل ٹیم: علاقہ گوجرانوالہ سے مکرم اویس ایوب صاحب، مکرم الماس ایوب صاحب، مکرم انعام اللہ صاحب، مکرم عثمان داؤد صاحب، مکرم انیس احمد صاحب، مکرم وحید احمد صاحب قرار پائی۔

دوم ٹیم: علاقہ فیصل آباد سے مکرم مبشر احمد صاحب، مکرم غلام سرور صاحب، مکرم عبدالمجید صاحب، مکرم محمد اشرف صاحب، مکرم انوار احمد صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب۔ حوصلہ افزائی: مکرم حافظ مسعود احمد صاحب علاقہ راولپنڈی حوصلہ افزائی: مکرم نصیر احمد چوہان صاحب علاقہ ربوہ قرار پائی۔

مقابلہ رسہ کشی میں اوّل ٹیم علاقہ ربوہ: مکرم محمد اشرف باہر صاحب، مکرم غلام سرور صاحب، مکرم قریشی اخلاق صاحب، مکرم طارق جمیل صاحب، مکرم محمد رشید انور صاحب، مکرم رانا فاروق احمد صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم رانا ارشاد احمد صاحب، مکرم رانا اقبال احمد صاحب۔

دوم ٹیم: علاقہ گوجرانوالہ سے مکرم حافظ جری احمد صاحب، مکرم محمد ارشد بٹ صاحب، مکرم ناصر جاوید صاحب، مکرم طاہر احمد باجوہ صاحب، مکرم طارق فیض بٹ صاحب، مکرم عباس احمد ڈوگر صاحب، مکرم عثمان داؤد ناصر صاحب، مکرم محمد عارف بٹ صاحب، مکرم نعیم اللہ صاحب قرار پائی۔

رسہ کشی

حسب سابق امسال بھی ریلی میں رسہ کشی کا ایک خصوصی میچ ناظمین علاقہ اور عاملہ مجلس انصاراللہ پاکستان کے درمیان منعقد ہوا جو نہایت ہی دلچسپ رہا اور زبردست مقابلے کے بعد مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی ٹیم نے یہ مقابلہ جیت لیا۔ مجلس عاملہ کی ٹیم میں مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب قائد ایثار، مکرم قریشی عبدالجلیل صادق صاحب قائد صحت و ذہانت، مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب قائد تجنید، خاکسار خواجہ مظفر احمد قائد عمومی، مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد تعلیم القرآن مکرم مرزا فضل احمد صاحب قائد اشاعت، مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب قائد مال، مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب قائد تربیت نومبائعین، مکرم منیر احمد بسمل صاحب معاون صدر، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح و ارشاد اور مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت شامل تھے۔

ناظمین علاقہ و ضلع کی ٹیم میں مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب ناظم علاقہ فیصل آباد، مکرم بریگیڈیئر عبدالغفور احسان صاحب ناظم علاقہ لاہور، مکرم چوہدری صفدر علی وڑائچ صاحب ایڈیشنل ناظم علاقہ سرگودھا، مکرم عبدالرزاق صاحب ناظم علاقہ آزاد کشمیر، مکرم عبدالمجید صاحب ناظم ضلع ملتان، مکرم رفیع احمد طاہر صاحب ناظم ضلع ننکانہ صاحب، مکرم نثار احمد شمس صاحب ناظم ضلع جھنگ، مکرم جاوید اقبال قیصرانی صاحب ناظم ضلع لیہ، مکرم عبدالمجید خان صاحب نائندہ ناظم علاقہ ڈیرہ غازی خان، مکرم حمید اللہ باجوہ صاحب ناظم ضلع بہاولپور، مکرم ذ محمود صاحب علاقہ راولپنڈی اور مکرم مجید احمد قریشی صاحب ناظم علاقہ سرگودھا شامل تھے۔

دوسرا رسہ کشی کا دلچسپ نمائشی مقابلہ بھی منعقد کروایا گیا جو ربوہ اور ریسٹ آف پاکستان کے مابین تھا۔ یہ مقابلہ بھی نہایت دلچسپ رہا اور اسے ریسٹ آف پاکستان کے منتخب کھلاڑیوں نے جیت لیا۔ ریسٹ آف پاکستان کی ٹیم میں مکرم حافظ جری احمد صاحب علاقہ گوجرانوالہ مکرم منور احمد گل صاحب علاقہ فیصل آباد، مکرم منظور احمد صاحب علاقہ فیصل آباد، مکرم منیر الدین طارق صاحب علاقہ لاہور، مکرم تنویر اختر بسرا صاحب علاقہ لاہور، مکرم محمد اظہر صاحب علاقہ ملتان، مکرم عبدالمجید صاحب صاحب علاقہ ملتان، مکرم افتخار احمد ڈھڈی صاحب علاقہ سرگودھا، مکرم مصطفیٰ صاحب علاقہ لاہور، مکرم عباس ڈوگر صاحب علاقہ گوجرانوالہ، مکرم عبدالرحمٰن صاحب علاقہ لاہور شامل تھے۔

ربوہ کی ٹیم میں مکرم محمد اشرف بابر صاحب، مکرم غلام سرور صاحب، مکرم قریشی اخلاق صاحب، مکرم رانا آفتاب احمد صاحب، مکرم محمد رشید انور صاحب، مکرم رانا فاروق احمد صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم رانا ارشاد احمد صاحب، مکرم رانا اقبال احمد صاحب، مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب اور مکرم محمد اختر صاحب شامل تھے۔

ان تمام کھیلوں میں حوصلہ افزائی کا انعام لینے والے **معمر ترین کھلاڑی مکرم عبدالواحد صاحب عمر 84 سال علاقہ گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔** کھیلوں میں بہترین علاقہ ربوہ قرار پایا اور امسال کیلئے بہترین کھلاڑی مکرم طارق حبیب ملک صاحب علاقہ لاہور سے قرار پائے۔

''برکات خلافت، کچھ یادیں کچھ باتیں''

25 فروری بروز ہفتہ شام 7 بجے ایمان افروز پروگرام رنگ بہاراں ''برکات خلافت، کچھ یادیں کچھ باتیں'' کے عنوان سے

زیر صدارت مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان ہوا۔ صدر مجلس نے اس مجلس کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ برکات خلافت کے حوالہ سے یہ مجلس ہر سال منعقد ہوتی ہے جس کا مقصد خلافت سے محبت بڑھانا اور اسے اپنی آئندہ نسلوں میں منتقل کرنا ہے جو دراصل ہمارے عہد انصاراللہ کا حصہ ہے۔

اجلاس میں امسال محترم چوہدری ادریس نصر اللہ خان صاحب لاہور اور محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور محترم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ نور اللہ مرقدہ کے ساتھ اپنی حسین اور دلگداز یادوں کا تذکرہ فرمایا۔ تینوں احباب نے نہایت عمدہ اور پرکشش انداز میں خلفاء سے محبت کے اپنے واقعات سنائے جو ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔ اس موقعہ پر خاندان مسیح موعودؑ کی خواتین اور ارکان عاملہ کی بیگمات کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

بزرگان سلسلہ کی پروگراموں میں شمولیت

ان تمام پروگراموں میں شمولیت کیلئے بزرگان سلسلہ اور دیگر معززین کو دعوت دی گئی تھی۔ اس طرح اراکین خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی، محترم چوہدری حمید اللہ صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور میر محمود احمد ناصر صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی نے از راہ شفقت 25 فروری کو شام صدر انجمن احمدیہ کے گراؤنڈ میں تشریف لاکر بعض فائنل مقابلے اور اسی شام ''برکات خلافت، کچھ یادیں کچھ باتیں'' کی تقریب میں بھی شرکت کی اور اختتامی تقریب میں تشریف لاکر اعزاز پانے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے اور آپ نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ موجودہ حالات میں ایسے محدود اجتماعی پروگراموں کا ایک مقصد یہ ہے کہ اجتماعات اور جلسوں کی کمی کی تلافی ہو اور احباب کو زیارت مرکز کا موقع ملے۔ دوسری یہ کہ انصار کو ان ورزشی مقابلوں کے نتیجہ میں اپنی صحت بہتر کرنے کی طرف توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جملہ مقاصد احسن رنگ میں پورے کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

تمام کھلاڑیوں کی مقابلہ جات کے فوراً بعد جوسز کے ذریعہ تواضع کی جاتی رہی جو کہ شیزان فیکٹری کی طرف سے محترم وسیم امجد محمود صاحب ڈائریکٹر مارکیٹنگ کے تعاون سے مہیا کئے گئے تھے۔ ریلی کے موقعہ پر کارکنان نے دن رات ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

اخبار مجالس
(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورسز

ضلع اسلام آباد اور راولپنڈی کو مؤرخہ 9/8 جنوری 2012ء کو ریفریشر کورس نائب ناظمین ضلع، زعماء اعلیٰ، زعماء کرام، زعماء حلقہ جات کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شرکت کی۔ مکرم فہیم الدین ارشد صاحب ایڈیشنل ناظم علاقہ راولپنڈی نے بھی شرکت کی۔ مجموعی طور پر 54/49 عہدیداران اور 5 مہمانان نے شرکت کی۔

زعامت علیاء رچنا ٹاؤن لاہور کو مؤرخہ 15 جنوری 2012ء عاملہ زعیم اعلیٰ و زعماء حلقہ جات کا ریفریشر کورس کروانے کی توفیق ملی۔ اس پروگرام میں 26 عہدیداران نے شرکت کی۔

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زعماء کا ریفریشر کورس مؤرخہ 23 جنوری 2012ء بمقام ایوان ناصر منعقد ہوا۔ مرکز سے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح و ارشاد، مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت، مکرم ڈاکٹر

سلطان احمد مبشر صاحب قائد تربیت نومبائعین، مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب قائد تعلیم اور مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ ربوہ نے شرکت کی اور شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔

ضلع ساہیوال کو مؤرخہ 27 جنوری 2012ء زعماء مجالس و عاملہ مجالس، نگران حلقہ جات اور ضلعی عہدیداران کے ریفریشر کورس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم قائد اصلاح و ارشاد نے شرکت کی اور شعبہ جات کا جائزہ لے کر ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ اس میں 63 عہدیداران نے شرکت کی۔

ضلع شیخوپورہ کو مؤرخہ 5 فروری کو ضلعی ریفریشر کورس منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں سو فیصد مجالس کی نمائندگی تھی۔ مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان، مکرم قائد عمومی اور مکرم قائد تعلیم القرآن نے شرکت کی اور ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم مجید احمد بشیر صاحب ایڈیشنل ناظم علاقہ بھی شامل ہوئے۔ مجموعی طور پر عہدیداران کی حاضری 72 رہی۔

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے تحت مؤرخہ 14 فروری 2012ء کو بعد نماز عصر دارالنصر بلاک کے 9 حلقہ جات کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ ربوہ بمقام بیت الذکر دارالنصر وسطی منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں 89 عہدیداران نے شرکت کی۔

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے تحت مؤرخہ 14 فروری 2012ء کو بعد نماز عصر دارالیمن بلاک کے 8 حلقہ جات کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم صدیق احمد منور صاحب نائب زعیم اعلیٰ ربوہ بمقام بیت الذکر دارالیمن وسطی حمد منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں 75 عہدیداران نے شرکت کی۔

ضلع چکوال کو مؤرخہ 15 جنوری 2012ء کو نائب ناظمین و زعماء مقامی چکوال کا سالانہ ریفریشر کورس منعقد کرنے کی توفیق ملی اس پروگرام میں 9/10 عہدیداران نے شرکت کی۔

ضلع پشاور کو مؤرخہ 10 فروری 2012ء کو پروگرام ریفریشر کورس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم قائد عمومی نے شمولیت کی اور شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔ اس پروگرام میں 40 عہدیدارن نے شرکت کی۔ نیز بعد از نماز مغرب مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں حاضری 80 رہی۔

ضلع گجرات کو مؤرخہ 12 فروری 2012ء کو ریفریشر کورس و میٹنگ کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی۔ اس پروگرام میں 58 عہدیداران نے شرکت کی۔

زعامت علیاء دارالحمد فیصل آباد کو مؤرخہ 15 فروری 2012 کو ریفریشر کورس و میٹنگ کے انعقاد کی توفیق ملی مرکز سے مکرم قائد صاحب اصلاح و ارشاد اور مکرم نائب قائد اصلاح و ارشاد نے شمولیت کی۔ اس پروگرام میں 23 عہدیداران نے شرکت کی اور مجموعی طور پر حاضری 55 رہی۔

زعامت علیاء دارالنور فیصل آباد کو مؤرخہ 18 فروری کو ریفریشر کورس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر نے شمولیت کی اور ہدایات دیں۔ اس پروگرام میں 25 عہدیداران نے شرکت کی۔

ضلع ننکانہ صاحب کو مؤرخہ 19 فروری 2012ء کو نگران حلقہ جات، زعماء مجالس و ضلعی عاملہ کے ریفریشر کورس کے انعقاد کی توفیق ملی مرکز سے مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نائب قائد اصلاح و ارشاد، مکرم مظفر احمد درانی صاحب نائب قائد تربیت نے شرکت کی اور شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔ اس پروگرام میں 72 عہدیداران نے شرکت کی۔

زعامت علیاء دارالذکر فیصل آباد کو مؤرخہ 19 فروری 2012ء کو ریفریشر کورس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم نائب قائد

اصلاح وارشاد، مکرم نائب قائد تربیت نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔ اس پروگرام میں 46 عہدیداران نے شرکت کی۔

زعامت علیاء کریم نگر فیصل آباد کو مؤرخہ 19 رفروری 2012 کو عہدیداران، سائقین و ممبران اصلاح وارشاد کمیٹی کا پہلا ریفریشر کورس منعقد کرنے کی توفیق ملی مرکز سے مکرم نائب قائد اصلاح وارشاد، مکرم نائب قائد تربیت نے شرکت کی اور ہدایات دیں نیز محترم ناظم صاحب علاقہ بھی پروگرام میں شامل ہوئے۔ اس پروگرام میں 24 عہدیداران نے شرکت کی۔

ضلع سرگودھا کے عہدیداران کا ریفریشر کورس مؤرخہ 19 رفروری 2012ء کو بمقام ایوان ناصر ربوہ میں منعقد کیا گیا اس پروگرام میں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی، مکرم ملک منور جاوید صاحب نائب صدر نے ایمان افروز واقعات پیش کئے۔ مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب قائد تعلیم، مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت، مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد تعلیم القرآن نے شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔ اس پروگرام میں 60 عہدیداران نے شرکت کی۔

تربیتی پروگرامز و اجلاسات

زعامت علیاء دارالذکر فیصل آباد کو مؤرخہ 23 ردسمبر 2011 کو ایک تربیتی اجتماع کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم قائد تعلیم، مکرم قائد عمومی نے شرکت کی۔ اجتماع مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب کے زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم قائد صاحب عمومی نے ہدایات دیں اور مکرم فضل الٰہی صاحب نے اسیین میں احمدیت کے حوالے سے واقعات بیان فرمائے۔ نیز اس پروگرام میں مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب ناظم علاقہ فیصل آباد اور مکرم ملک سجاد اکبر صاحب ناظم ضلع فیصل آباد اور مکرم فرید احمد صاحب قائمقام ناظم ضلع فیصل آباد نے بھی شرکت کی۔ بعد ازاں مختلف ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

ضلع حافظ آباد کے عہدیداران انصاراللہ کی میٹنگ مؤرخہ 20 رجنوری 2012ء کو مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کے ساتھ مانگٹ اونچا میں منعقد ہوئی۔ اس پروگرام میں 13 مجالس کے 22 عہدیداران نے شمولیت کی۔ اس موقع پر مرکز سے آمدہ کتب کا سٹال بھی لگایا گیا تقریباً 6200 روپے کی کتب انصار نے خریدیں۔

زعامت علیاء رچنا ٹاؤن لاہور کے زیر انتظام مؤرخہ 18 ردسمبر 2012ء کو سالانہ علمی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ کل 3 مقابلہ جات کروائے گئے جن میں 25 انصار نے شمولیت کی۔

ضلع فیصل آباد کو 23 ردسمبر 2011ء کو سالانہ تربیتی اجتماع نومبائعین کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس پروگرام میں 9 نومبائعین اور 11 دیگر احباب نے شرکت کی۔

کلاسز داعیان

مجلس انصاراللہ واہ کینٹ کے زیر انتظام ماہ نومبر، دسمبر 2011ء میں 5 حلقہ جات میں کلاسز داعیان کا انعقاد کیا گیا۔ ان کلاسز میں مجموعی طور پر 58 انصار نے شمولیت کی۔ نیز مؤرخہ 14 دسمبر 2012ء کو ایک اجلاس کمیٹی کا ہوا جس میں ممبران نے کلاسز داعیان کا جائزہ لیا اور آئندہ کی منصوبہ بندی کی۔

ایثار۔میڈیکل کیمپس

زعامت علیاء دارالذکر فیصل آباد کو ماہ فروری میں 2 میڈیکل کیمپس بمقام (**چک 109 مسعود آباد اور داؤد کالونی**) لگانے کی توفیق ملی مجموعی طور پر 107 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کی طرف سے ماہ جنوری میں 10 حلقہ جات کو 9 میڈیکل کیمپس بمقام **ڈیرہ غلام محمد، بشیر آباد، دارالعلوم شرقی نور، لالیاں، چک TDA-93 لیہ، ہزوڈاہر، چک 55 سرگودھا کالروال، برجی، پیلووال سیداں**) لگانے کی توفیق ملی مجموعی طور پر 781 مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔

مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد کو ماہ جنوری 2012ء میں 2 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی۔ مجموعی طور پر 60 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ضلع حافظ آباد کے زیر انتظام ماہ جنوری 2012ء میں 2 میڈیکل کیمپس لگائے گئے۔ 3560 روپے کے اخراجات ہوئے۔

زعامت علیاء دارالنور فیصل آباد کی زیر انتظام ماہ دسمبر 2011ء میں کل 2 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی۔ مجموعی طور پر 83 افراد کو میڈیسن دی گئی جس کی قیمت 1815 روپے ہے۔

زعامت علیاء کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام مؤرخہ 10 فروری کو ایک میڈیکل کیمپ بمقام کچی آبادی ملت روڈ فیصل آباد لگایا گیا جس سے 28 مرد حضرات، 41 مستورات اور 20 بچوں نے استفادہ کیا۔

ضلع حافظ آباد کے زیر انتظام ماہ جنوری 2012ء میں 335 غرباء میں 2 من گندم آٹا کے علاوہ 23460 روپے نقد بھی تقسیم کئے گئے۔

وقار عمل

زعامت علیاء دارالنور فیصل آباد کے زیر انتظام مؤرخہ 18 دسمبر 2012ء کو ایک اجتماعی وقار عمل کا اہتمام کیا گیا کل 21 انصار نے شمولیت کی۔

زعامت علیاء واہ کینٹ کے زیر اہتمام مؤرخہ 18 دسمبر 2012ء کو ایک وقار عمل کا اہتمام کیا گیا کل 56 انصار نے شمولیت کی۔

ضلع حافظ آباد کے زیر انتظام ماہ جنوری میں 12 مجالس میں 15 وقار عمل کروائے گئے جن میں 54 انصار نے شمولیت کی۔

ذھانت و صحت جسمانی

ضلع راولپنڈی کو مؤرخہ 12 فروری 2012ء کو ضلعی سپورٹس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مقابلہ جات میں ٹیبل ٹینس، کلائی پکڑنا، میوزیکل چیئر اور مشاہدہ معائنہ کے مقابلے شامل تھے۔ اس پروگرام میں 49 انصار نے شرکت کی۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر ہارون صاحب نے طبی لیکچر بھی دیا نیز سپورٹس ریلی کے دوران بلڈ گروپ اور شوگر ٹیسٹ کے چیک اپ کا اہتمام بھی کیا گیا۔

عاملہ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے ماہ ستمبر 2011ء میں محترم زعیم اعلیٰ صاحب کی معیت میں شمالی علاقہ جات کی سیر کی صورت میں پکنک منائی۔ پہلے مری اور پھر اگلے دن ایوبیا اور تیسرے دن ٹھنڈیانی کی سیر اور روح پرور نظارے کرتے ہوئے بالآخر یہ قافلہ بخیر و عافیت ربوہ واپس پہنچ گیا۔

زعامت علیاء رچنا ٹاؤن لاہور کو مؤرخہ 4 دسمبر 2011ء کو سالانہ ورزشی مقابلہ جات کروانے کی توفیق ملی۔ مقابلہ جات میں مقابلہ کلائی پکڑنا، مقابلہ سائیکل ریس، مقابلہ دوڑ، کروائے گئے۔ مجموعی طور پر صف اول کے 2 اور صف دوم کے 10 انصار نے شمولیت کی۔

زعامت علیاء رچنا ٹاؤن لاہور نے مؤرخہ 4 دسمبر 2011ء کو ایک سائیکل سفر مقام پٹھان کالونی کا اہتمام کیا اس میں کل 23 انصار نے شمولیت کی۔ اور تقریباً 03 گھنٹے میں 12 کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا۔

زعامت علیاء رچنا ٹاؤن لاہور کو مؤرخہ 19 فروری 2012ء کو ایک سائیکل سفر کے اہتمام کی توفیق ملی۔ کل 7 سائیکل سوار انصار نے شرکت کی نیز 11 انصار موٹر سائیکلوں پر ہمراہ گئے اس موقع پر سیکیورٹی کے لئے 4 باشمر خدام بھی ہمراہ تھے۔ سائیکل سوار پہلے 4 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے موٹر وے انٹرچینج تک پہنچے جہاں سے 2 کلومیٹر ریس کا آغاز ہوا۔ 7 انصار نے ریس میں شرکت کی۔

رسالہ انصاراللہ کیلئے لکھئے

قارئین کرام سے رسالہ انصاراللہ کیلئے تربیتی، اصلاحی، تعلیمی، طبی اور مفید معلوماتی مضامین ارسال کرنے کی درخواست کریں۔ کوشش کریں کہ مضامین باحوالہ اور مستند ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار: مدیر

Monthly
Ansarullah
C. Nagar
Regd #: FR - 8
Editor:
Ahmad Tahir Mirza
Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250
ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org
SHAHADAT 1391, APRIL 2012

ہر احمدی کو احسان کے جذبے کے تحت انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے

ہمارے انجینئرز، ڈاکٹرز، ٹیچرز اور والنٹیئرز افریقہ میں خالصۃً للہ انسانیت کی خدمت کررہے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''محسن کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان کا اپنے کام میں کمال درجے کو حاصل کرنا۔ اپنے کام کا اچھا علم حاصل کرنا اور ہر عمل ایسا جو موقع اور محل کے لحاظ سے بہترین ہو۔ گویا محسن دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو دوسروں کے لئے درد رکھتے ہوئے اُن کی خدمت پر ہروقت تیار رہتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی کس مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتا ہے، کون کس قوم کا ہے؟ اُس کی خدمت پر مأمور ہیں...... اور پھر یہ بھی کہ وقت پڑنے پر دوسرے کے کام آ کر اُس کی خدمت میں اس حد تک بڑھ جائیں کہ جس حد تک آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں دوسرے کیلئے کی جائیں۔

> محسن وہ نہیں جو احسان کر کے احسان جتائے۔ کیونکہ اگر احسان جتا دیا تو پھر تقویٰ اور اچھے خُلق کا اظہار نہیں ہوگا۔ تقویٰ تبھی ہے جب احسان کر کے پھر احسان جتایا نہ جائے

پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جذبے کے تحت اُسے انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو اس جذبے کے تحت خدمت کرتے ہیں، کام کرتے ہیں۔ بیشک وہ محسن تو ہوتے ہیں لیکن احسان جتانے والے نہیں ہوتے۔ محسن وہ نہیں جو احسان کر کے احسان جتائے۔ کیونکہ اگر احسان جتا دیا تو پھر تقویٰ اور اچھے خُلق کا اظہار نہیں ہوگا۔ تقویٰ تبھی ہے جب احسان کر کے پھر احسان جتایا نہ جائے۔...... ہمارے انجینئرز ہیں، ڈاکٹر ہیں یا دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان لڑکے ہیں، جب افریقہ میں والنٹیئرز جاتے ہیں جہاں بہت سارے پروجیکٹ شروع ہیں، وہ...... مقامی محروم لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کیلئے ہینڈ پمپ لگا رہے ہیں۔ بجلی مہیا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اُن کیلئے سکول بنا رہے ہیں تا کہ اُن کے لئے تعلیم کی سہولتیں آسان ہو جائیں۔ صحت کی سہولیات مہیا کرنے کیلئے کلینک اور ہسپتال بنا رہے ہیں تا کہ اُن میں آسانیاں پیدا ہوں، اُن کی تکلیفوں کو دور کیا جائے۔ اور پھر ہمارے ٹیچر اور ڈاکٹر وہاں کئی کئی سال رہ کر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔...... بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں بجلی نہیں، پانی نہیں، لیکن وہاں جا کر رہتے ہیں، خدمت کے جذبے کے تحت رہتے ہیں، اُن لوگوں میں شمار ہونے کیلئے وہاں جاتے ہیں جن کا شمار محسنین میں ہوتا ہے۔ تو یہ وہ خدمت اور نیک سلوک ہے جو کسی معاوضے کی لالچ میں نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے انسانیت کی خدمت کے لئے ہوتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 3 فروری 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 24 فروری 2012ء تا یکم مارچ 2012ء)

''برکات خلافت، کچھ یادیں کچھ باتیں'' منعقدہ 25 فروری 2012ء کی شام

مہمان مقررین

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب

مکرم چوہدری ادریس نصر اللہ صاحب

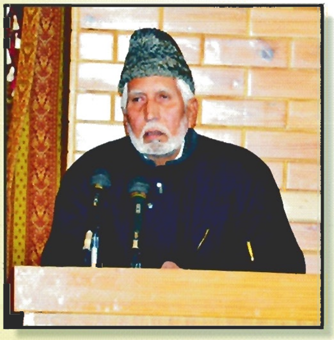

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب

حاضرین مجلس